بے نقاب

مصنفہ

عروبہ عامر

پتہ

@aroobaamirofficial

0322.6301406

aroobaamirsidiqui@gmail.com

تیسری قسط:

ایڈن جیمز کی کتاب

آخری سیمسٹر اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا اور امتحانات سر پر کھڑے تھے، وہ دن رات اس کی تیاریوں میں مصروف تھے، آج بھی وہ دونوں لائبریری میں بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے کہ یک دم ان کے کانوں میں اپنے کچھ کلاس فیلوز کی آوازیں پڑیں:

الوداعی پارٹی اس بار نائٹ کانسرٹ کے ساتھ ہے، سنا ہے اس بار پچھلے سال سے

بھی زیادہ مزہ آنے والا ہے۔'' یہ حسن تھا جو جبریل کی کلاس میں پڑھتا تھا۔

بوبی بھائی سے کہنا اس بار ذرا جم کے انتظام کریں۔'' سعد نے آنکھ دباتے ہوئے کہا:

وہ دونوں اس کا اشارہ سمجھ چکے تھے، بوبی بھائی یونی ورسٹی کی خفیہ ڈرگ سپلائر گینگ کا حصہ تھا جسے جبریل بہت اچھی طرح جانتا تھا۔

مزہ آجائے گا یار! نائٹ کانسرٹ اور ڈبا کر پارٹی! سنا ہے اس بار کسی مشہور سنگر کو بھی بلایا جا رہا ہے، ہائے عاطف اسلم کو بلالیں!'' بلال نے حسرت سے کہا جو یونی ورسٹی میں پھڈے باز کے نام سے مشہور تھا۔

بس یہ اسائنمنٹ مصیبت ختم ہو تو جان چھوٹے! 2 جی پی اے بھی آجائے تو ابا کو سکون ہو جائے گا، اس پڑھائی نے تو جینا ہی حرام کر دیا ہے۔'' حسن منہ بسورتے ہوئے بولا:

تیرا ابا تجھے 2 جی پی اے پر بخش دے گا؟'' بلال کی اس بات پر ان سب کے قہقہے چھوٹ گئے۔

وہ دونوں خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے اور ایک دوسرے کی طرف کن انکھیوں سے دیکھ رہے تھے، کچھ دیر بعد وہ لڑکے اٹھے اور لائبریری سے باہر نکل گئے۔

مجھے افسوس ہے کہ ان کے ماں باپ نے اپنے لاکھوں روپے برباد کیے، چار سال میں علم کے نام پر جو بھی سیکھا وہ جہالت ہے!'' روحان تاسف سے بولا:

جبریل نے اس کی بات پر سر جھکا لیا، کچھ عرصے پہلے تک وہ بھی انہی لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔

میرا دل چاہتا ہے کہ الوداعی پارٹی ایسی ہو کہ طلبہ اس سے بہت کچھ سیکھ کر جائیں جسے وہ ساری زندگی یاد رکھیں، ان کے اندر علم کی محبت پیدا ہو، احساس ذمہ داری جاگے اور وہ اپنی آئندہ زندگی کے لئے بہتر طریقے سے سوچ سکیں لیکن ہمارے تعلیمی اداروں سے واقعتاً علم اٹھا لیا گیا ہے، اب سیکھنے اور سکھانے کا معیار صرف پیسہ کمانا رہ گیا ہے، تربیت نہیں!''

اس کے لہجے میں دکھ تھا، شدید دکھ!

تمہاری یہ باتیں کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی ہیں اسی لئے اپنا کلیجہ مت جلاؤ۔'' جواباً جبریل نے سر جھٹکتے ہوئے کہا:

یہی تو مسئلہ ہے ہمارا، ہم نے یہ سوچ کر برائی کو برائی کہنا چھوڑ دیا ہے کہ اس معاشرے پر ہماری باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوگا، جب کوئی کھڑا ہوگا تب ہی تو نظام بدلنا شروع ہوگا۔''

اس کی بات پر جبریل نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا!

کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ انتظامیہ سے بات کرو گے؟ تمہیں لگتا ہے کہ انتظامیہ صرف تمہاری بات سن کر کانسرٹ کینسل کر دے گی جس سے انہیں لاکھوں کا فائدہ ہوتا ہے؟ تم جانتے ہو روحان! ان کانسرٹس کو جان بوجھ کر تعلیمی اداروں میں کروانے کے لئے کون فنڈ زدے رہا ہے؟ ورنہ تعلیم سے کانسرٹس یا ناچ گانوں کا کیا تعلق؟''

وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا، وہ جانتا تھا کہ روحان اس ملک کے لئے کس قدر فکر مند رہتا ہے لیکن اس ایک کے فکر مند ہونے سے معاشرے میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی تھی۔

ہاں میں جانتا ہوں کہ انہیں اس کام کے لئے باہر سے فنڈنگز ہوتی ہیں، یہ مغربی ممالک جوخوداس آزاد کلچر کی وجہ سے اپنی اخلاقی سطح سے گر چکے ہیں، وہ اب ایشیا اور خاص طور سے مسلمانوں کے درمیان بھی اس فحاشی اور عریانی کو عام کرنا چاہتے ہیں تا کہ ہمیں مزید کمزور کرسکیں۔''

وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولا:

لائبریری کا وقت ختم ہو چکا تھا، وہ دونوں اپنی کتابیں سمیٹنے لگے۔

میرے دوست! یہ تعلیمی ادارے بک چکے ہیں، ان سے تم کیا امید رکھ سکتے ہو؟''

جبریل تاسف سے بولا:

اگلا پیریڈ سر یحییٰ کا ہے، میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں، ہوسکتا ہے کہ وہ اس معاملے میں ہماری کچھ مدد کرسکیں، جیسے ہی تمہاری کلاس ختم ہوجائے تم سیکنڈ فلور پر آجانا۔'' یہ کہہ کر وہ لائبریری سے باہر نکل گیا، جبریل بھی ساتھ ہی نکل آیا۔

تمہیں لگتا ہے کہ ان سے بات کرنے سے کوئی فائدہ ہوگا؟ مجھے تو نہیں لگتا۔''

جواباً روحان نے پرامید لہجے میں کہا:

سر یحییٰ بہت مذہبی ہیں اور ان کا شمار یونی ورسٹی کے بڑے پروفیسرز میں ہوتا ہے، وہ اسلامی کمیٹی کے ڈین ہیں اور یہ معاملہ اسی کمیٹی سے تعلق رکھتا ہے، یقیناً ان سے بات کر کے کوئی نہ کوئی راستہ نکلے گا، اس کانسرٹ کو روکنے کے لئے ہم جو کوشش کرسکتے ہیں، ضرور کریں گے۔''

جبریل نے اثبات میں سر ہلایا اور بائیں جانب مڑ گیا، اس کی کلاس شروع ہونے میں پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

بے نقاب

☆☆☆☆☆

وہ اس وقت خالی سڑک پر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا، یہ ورجینیا کے قریب والا پل تھا جہاں وہ پہلی مرتبہ ملے تھے، اسے ملنے کے لئے سب سے محفوظ جگہ یہی لگتی تھی، نہ جانے کیوں اسے کچھ عرصے سے اپنے اوپر کسی کی گہری نگاہیں محسوس ہو رہی تھیں لیکن اس بات کا تذکرہ اس نے کسی سے بھی نہیں کیا تھا، گریس سے بھی نہیں، وہ پہلے ہی کئی قسم کے خدشات کا شکار تھی اور وہ اسے مزید کسی خوف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ وقت سے پہلے یہاں پہنچ گیا تھا، اسے مارتھا پر بالکل اعتبار نہیں تھا لیکن فی الوقت اس کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن بھی نہیں تھا، اس نے منصوبہ تو تشکیل دے دیا تھا لیکن ڈی آئی کے سپر کمپیوٹر تک پہنچنا اتنا بھی آسان نہیں تھا، انہیں کامبیٹ کے متبادل سسٹم پر دن رات محنت کرنے کی ضرورت تھی، وہ انہی تمام سوچوں میں گم تھا کہ یک دم اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا، وہ سہم کر پیچھے کو ہوا

ہائے جیف!'' مارتھا اس کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

انسانوں کی طرح بھی آسکتی تھیں تم!'' وہ ناگواری سے بولا:

میں نے تمہیں آواز دی تھی لیکن تم کہیں کھوئے ہوئے تھے۔'' جواباً اس نے معصوم چہرہ بنا کر کہا:

آج اس نے پیروں تک آتی سفید رنگ کی لانگ فراک زیب تن کی ہوئی تھی جس کے اوپر چھوٹا سا کوٹ پہن رکھا تھا، سر پر ہیٹ تھا اور بالوں کو چوٹی میں گوندھا ہوا تھا، پاؤں میں خوبصورت پمپی پہنے تھے اور ہلکا سا میک اپ بھی کر رکھا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا

جیسے وہ اس باغ کا ہی ایک حصہ ہو، اس حلیے میں وہ ایک لاابالی، نیچر کو انجوائے کرنے والی دیہاتی لڑکی معلوم ہو رہی تھی، کوئی اسے دیکھ کر پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ آئی بی سی کی رپورٹر مارتھا ہے!

اتنا انفارمل تیار ہونے کی کیا ضرورت تھی؟'' اس سے رہا نہیں گیا، سو پوچھ بیٹھا:

اپنا حلیہ بدلنے کے لئے کیا ہے، تمہیں کیا لگتا ہے کہ ہم پر کسی کی نظر نہیں ہو گی؟''

تھوڑے توقف کے بعد وہ دوبارہ بولی:

''ڈی آئی کے ایک سافٹ انجینئر کی آئی بی سی کی نامور رپورٹر سے روز روز ملاقات کرنے کی وجہ کوئی معمولی تو نہیں ہو سکتی، ویسے بھی ہماری کیمسٹری کہیں سے میچ ہوتی دکھائی نہیں دیتی؟'' آخری بات اس نے آنکھ مارتے ہوئے کہی جو جیف کو ذرا بھی نہیں بھائی۔

اوکے، سمجھ گیا!'' وہ اثبات میں گردن ہلا کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، یہ لڑکی کافی خطرناک ارادے رکھتی تھی، اگر گریس کو معلوم ہو جاتا تو شاید اس کو اسی پل سے دھکا دے دیتی۔

کیا تم مجھے کچھ بتانا چاہتے تھے؟'' کچھ دور چلنے کے بعد اس نے پوچھا:

ہوں'' جیف نے گردن ہلائی اور رکا۔

اچھا! کیا؟'' وہ بھی اسی کے ساتھ رک گئی، اس کی آنکھوں میں تجسس تھا، یہی وہ شخص تھا جس کی بدولت آج وہ کڑوڑ پتی بن گئی تھی، اب تو وہ ملنے کے لئے چاند پر بھی بلاتا تو شاید وہ بھاگی بھاگی پہنچ جاتی۔

سی آئی اے ڈائریکٹر کو لگتا ہے کہ رشیا نے کامبیٹ کو ہیک کروایا ہے، تم نے کہا تھا

کہ رشیا ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے اور انسان کا پہلا شک اپنے سب سے بڑے دشمن کی طرف ہی جاتا ہے۔'' وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا:

ہاں بالکل!'' اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

اور تمہارا کہنا ہے کہ مڈل ایسٹ اپنے ساتھ ہوئی زیادتیوں کا بدلہ لینا چاہتا ہے؟ اور رشیا اس میں ان کی ہر ممکن مدد کر رہا ہے کیونکہ ایسی ایڈوانس ٹیکنالوجی اب تک صرف رشیا کے پاس ہی ہے جو کامبیٹ کو ہیک کر سکے؟''

وہ اسے بغور سن رہی تھی۔

میرا سوال یہ ہے کہ تمہیں پورا یقین ہے کہ کامبیٹ کو ہیک کروانے کے پیچھے انہی لوگوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے اور مقصد بدلہ لینا ہے؟''

مارتھا نے ایک گہری سانس لی اور اس سب گفتگو میں پہلی بار بولی:

تم بھول رہے ہو کہ ہماری ملٹری نے کچھ عرصے پہلے ہی ابوکلام میں IRGC کی بیس کو تباہ کیا تھا؟ اس کے کچھ عرصے بعد کامبیٹ ہیک ہو گیا، اسی دوران مجھے کسی انجان نمبر سے کال آئی اور اس نے ہمارے دفاعی اداروں کے خلاف ثبوت بھیج کر مجھے اپنے چینل کے ذریعے وائرل کرنے کو کہا، کیا یہ سب ایک اتفاق ہو سکتا ہے؟'' مارتھا کی بات پر وہ چونکا!

کیا تمہیں یقین ہے کہ جس شخص نے تم سے رابطہ کیا تھا وہ کوئی عرب تھا؟''

بالکل! میں دنیا گھوم چکی ہوں اور ایک رپورٹر بھی ہوں، مجھے لہجوں کی بہت بہتر پہچان ہے۔''

وہ دونوں دوبارہ چلنے لگے۔

نہ جانے کیوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ابھی بھی اس سب کے درمیان کچھ مسنگ ہے، چیزیں اتنی سیدھی نہیں ہیں جتنی دکھائی دیتی ہیں۔'' وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا بول رہا تھا:

تمہیں پتہ ہے جیف! سب سے خطرناک چیز کیا ہوتی ہے؟'' وہ اس کی طرف گھومی اور معنی خیز انداز میں بولی:

جب آپ کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ آپ کا اصل دشمن کون ہے؟'' مارتھا کی بات پر وہ بری طرح چونکا!

ہم ایک ایسی جنگ لڑنے جا رہے ہیں جس میں ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہمارے مقابل کون ہے؟ دفاعی ادارے؟ گورنمنٹ؟ یا ان سب سے اوپر کوئی اور طاقتور لوگ؟ جو کسی پردے کے پیچھے چھپے ہیں اور سب سے خطرناک جنگ وہی ہوتی ہے جس میں دشمن پیٹھ پیچھے سے وار کرتا ہو۔''

اس نے خوف سے جھرجھری لی، مارتھا کی بات بالکل درست تھی، اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس سے جنگ لڑ رہا ہے؟ کون اس کا اصل دشمن ہے؟

وہ دونوں اب ہل سے نیچے اتر آئے تھے، سورج ڈھل رہا تھا اور سردی کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

ایسے میں کیا کیا جائے؟'' اس نے کھوئے ہوئے انداز میں پوچھا:

تمہیں سب سے پہلے اپنی آنکھیں کھلی رکھ کر یہ معلوم کرنا ہوگا کہ تمہارا اصل دشمن کون ہے؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم کسی پر بھی بھروسہ نہ کرو، کبھی کبھار دشمن ہمارے ہی درمیان موجود ہوتا ہے اور ہمیں علم تک نہیں ہو پاتا۔'' اس نے عجیب سی مسکراہٹ کے

ساتھ کہا:

ایک آخری نصیحت کرنے کے بعد میں چلوں گی۔'' وہ اپنی گاڑی کے قریب پہنچتے ہوئے بولی:

اپنے چھپے ہوئے دشمنوں کو تباہ کرنے سے پہلے ان کے چھپے ہوئی غاروں کو تباہ کرنا ضروری ہوتا ہے، جب غار تباہ ہو جائے گا تو دشمن اپنے آپ ہی سامنے آجائے گا، میری اس بات پر ضرور غور کرنا!''

اسی کے ساتھ اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی۔

وہ وہیں کھڑا اس کی باتوں کے پیچھے چھپے معنوں کو کھوجنے لگا، وہ جا چکی تھی لیکن اسے سوچنے کے لئے بہت سارے پہلو دے گئی تھی!

☆☆☆☆☆

''اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، یہ اپنا غلبہ چاہتا ہے، یہ مغلوب ہونے کے لئے نہیں آیا، ساتویں صدی میں اسلام کے پھیلنے سے لے کر بیسویں صدی کی ابتداء تک سلطنت عثمانیہ کی آخری سانسوں تک مسلمان قوم علم اور تہذیب میں باقی تمام اقوام سے آگے رہی ، باوجود دشمن قوموں کے حملوں، جنگ و جدل اور پھوٹ ڈالنے کی بھرپور کوششوں کے، مسلمان کسی نہ کسی طرح جمے رہے۔ بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی سلطنت عثمانیہ کا تختہ بھی الٹ چکا تھا، اس کے ٹوٹ جانے کے بعد سے مسلمان امت کی کمر جیسے ٹوٹ گئی ہو، ویسا اتحاد، ویسا علم، ویسا جذبہ دوبارہ اس قوم میں آج تک پیدا نہیں ہو سکا، آپ کے نزدیک اس کی اہم وجہ کیا ہو سکتی ہے؟''

سر یحییٰ کے پوچھنے پر اس نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔

جی روحان!'' اجازت ملنے کے بعد وہ اپنی نشست سے کھڑا ہوا اور بولا:

''سر! میرے نزدیک ہمارے اتحاد کی اگر کوئی بنیاد تھی تو وہ قرآن ہے، ہمارے عروج و بلندی کے لئے اگر کوئی زینہ ہے، ذلت اور رسوائی سے نجات کا اگر کوئی راستہ ہے تو وہ قرآن ہے، ہماری قسمت اسی کتاب سے وابستہ ہے، پس جب تک بغیر کسی اختلاف کے ہم نے اسے تھامے رکھا تب تک ہمارا عروج تھا،آج مسلم امت کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور قرآن کو بھی ٹکڑوں میں تقسیم کر کے سب نے اپنا اپنا پسندیدہ حصہ اپنا لیا ہے۔''

یہ کہہ کر وہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔

ہمیشہ کی طرح سر یحییٰ اس کے جواب سے متاثر ہوئے تھے۔

بہترین پوائنٹ روحان! ''مسلمانوں کے زوال کی وجہ عبادات میں کمی نہیں بلکہ معاملات میں بے ایمانی اور اسلام کو صرف عبادات تک محدود کرنا ہے،قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس سے عروج آپ کو تب حاصل ہو سکتا ہے جب آپ اسے مکمل تھام لیں، کسی ایک حصے کو بھی چھوڑے بغیر اور اپنی پسند ناپسند کو ایک طرف رکھ کر!''

اسی کے ساتھ انہوں نے آج کا لیکچر مکمل کیا، یونی ورسٹی کے اختتام پر اگر وہ کسی چیز کو سب سے زیادہ مس کرنے والا تھا تو وہ سر یحییٰ کے پڑھانے کا انداز تھا جنھوں نے اسے اللہ سے قریب کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا تھا اور تاریخ جیسے موضوع کو کبھی بورنگ ہونے نہیں دیا تھا۔

سر یحییٰ کلاس سے باہر نکل چکے تھے، وہ تیزی سے اپنی نشست سے اٹھا اور ان کے پیچھے لپکا۔

سر کیا مجھے آپ کے دس منٹ مل سکتے ہیں؟''

جی ضرور روحان بیٹا کہیے!'' انہوں نے اپنائیت سے کہا: روحان ان کا سب سے قابل شاگرد تھا جسے وہ بے حد پسند کرتے تھے۔

کیا ہم لائبریری چل کر بات کر سکتے ہیں؟'' اس نے سامنے سے جبریل کو آتا دیکھتے ہوئے پوچھا:

سب خیریت ہے؟'' وہ کچھ کنفیوز ہو گئے۔

جی سر خیریت ہے، بس کچھ ضروری بات کرنا تھی۔'' اس کے اصرار پر وہ لائبریری چلنے کے لئے آمادہ ہو گئے، چند لمحوں بعد وہ اسی فلور پر بنی ایک چھوٹی سی لائبریری میں موجود تھے، مناسب جگہ دیکھنے کے بعد وہ تینوں کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے، اس وقت یہاں اکا دکا طلباء تھے جو اپنے کام میں مصروف دکھائی دے رہے تھے، ان کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں تھا، موقع دیکھتے ہی اس نے کہنا شروع کیا:

سر! آپ کے علم میں ہوگا کہ اگلے ہفتے ہماری یونی ورسٹی میں الوداعی تقریب ہے اور اس بار اس تقریب میں کانسرٹ کے ساتھ نائٹ پارٹی کا بھی انتظام کیا گیا ہے، میڈیا انڈسٹری سے بھی چند مشہور لوگوں کو بلوایا جا رہا ہے، ان نائٹ پارٹیز میں کیا کچھ ہوتا ہے اس کی مجھے وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں، آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔'' وہ بغور سن رہے تھے۔

میں اور جبریل چاہتے ہیں کہ اساتذہ سے بات کر کے اس نائٹ کانسرٹ کو رکوایا جائے، ہمارا تعلق ایک مسلمان ملک سے ہے اور یہ سب ہماری تعلیمات کے خلاف ہیں، یہ ویسٹرن کلچر ہے جو جان بوجھ کر تعلیمی اداروں میں پھیلایا جا رہا ہے جبکہ اس چیز کا تعلیم

سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے، نو جوانوں کو اصل مقصد سے گمراہ کیا جا رہا ہے تا کہ ہم بھی اخلاقی طور پر اتنے ہی گر جائیں جتنے مغربی ممالک گر چکے ہیں۔'' اس کے خاموش ہونے پر جبریل نے وہیں سے بات جاری رکھی:

اگر ہم اسے آج نہیں روکیں گے تو آگے جا کر یہ چیز ٹرینڈ بن جائے گی اور پھر اسے روکنا ناممکن ہوگا، ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کیونکہ آپ اسلامی کمیٹی کے بڑے ہیں اور آپ کے پاس اختیار ہے کہ اس کے خلاف آواز اٹھا سکیں۔''

اپنی بات مکمل کر کے وہ دونوں اب پروفیسر یحییٰ کی طرف دیکھنے لگے جن کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی، بالآخر انہوں نے بولنے کے لئے لب کھولے:

میں بہت خوش ہوں کہ ابھی بھی ایسی سوچ رکھنے والے نو جوان زندہ ہیں، میں آپ لوگوں کی اس سوچ کی بہت ریسپیکٹ کرتا ہوں اور خود بھی اس بات سے سو فیصد متفق ہوں مگر میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں اس معاملے میں کچھ کر نہیں سکتا۔''

ان کے جواب پر وہ دونوں اپنی جگہ شاکڈ رہ گئے!

لیکن سر آپ تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تقریب اسلامی لحاظ سے بالکل غیر مناسب ہے، طلبہ اس سے کیا تاثر لیں گے؟'' جبریل نے کہا:

یہ اسلامک ڈیپارٹمنٹ یا اسلامی کمیٹی بس نام کی بنائی ہوئی ہے، ان کے پاس اختیارات تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں، سب سے زیادہ اختیارات لبرل ٹیچرز اور نام نہاد مسلمانوں کے پاس ہیں اور وہی اس قسم کے ایونٹس کو پروموٹ کرتے ہیں جن کے بدلے انہیں بھاری فنڈز دیئے جا رہے ہیں، یہ بات مجھے واضح کرنے کی ضرورت نہیں کہ انہیں اس بے حیائی کیلئے فنڈنگ کون کر رہا ہے؟ پچھلے ہی دنوں ہارورڈ سے ہمارا

کو لیبروشن ہوا ہے۔'' وہ تلخی سے بولے:

لیکن سر! آپ ان باتوں پر خاموش کیسے رہ سکتے ہیں؟ کوئی لیگل ایکشن لیں؟ کم از کم غلط کو غلط کہہ کر اس کی مخالفت تو کریں!'' روحان شدید دکھ کے ساتھ بولا:

جواباً وہ سر جھکائے ڈیسک کو دیکھتے رہے۔

کیا آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے پاس اتنا بھی اختیار نہیں کہ وہ اپنی طرف سے اس کا بائیکاٹ کر سکے؟ آپ کیوں اس تقریب میں شامل ہوتے ہیں؟ یہ تو اسلامی کمیٹی کی بے عزتی ہے کہ اسے محض نام کے لئے رکھا ہوا ہے؟'' جبریل نے بھی تاسف سے کہا:

میں تم دونوں کی بات سے متفق ہونے کے باوجود کچھ نہیں کر سکتا، میرا اختیار نہ ہونے کے برابر ہے اور زیادہ زبان کھولنے اور مخالفت کرنے سے میری جاب کو خطرہ ہے، مجھے پہلے دن سے بتا دیا گیا ہے کہ میرا کام صرف پڑھانا ہے اور ادھر ادھر کے معاملات سے دور رہنا ہے ورنہ مجھے پورے شہر میں کہیں جاب نہیں ملے گی۔''

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے، روحان بھی کرسی دھکیل کے اٹھ کھڑا ہوا۔

کیا صحابہ نے قربانیاں نہیں دی تھیں سر؟ اگر وہ اقتدار اور دولت کا سوچتے تو آج جو یہ دین ہم تک پہنچا ہے وہ کبھی نہ پہنچ پاتا، پھر آپ اتنے بہترین استاد صرف جاب کی دھمکی سے ڈر گئے؟ حالانکہ آپ نے ہی اپنے ایک لیکچر میں فرمایا تھا کہ رزق کا وعدہ اللہ نے کیا ہے، انسان کے اختیار میں نہیں کہ وہ کسی کا رزق چھین سکے۔''

روحان کی اس بات کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، ساری دلیلیں کمزور پڑ گئی تھیں لیکن در حقیقت کمزور دلیل نہیں، کمزور وہ خود تھے، بالکل اسی طرح جس طرح آج ہم سب مسلمان کمزور ہو چکے ہیں۔

سر! اگر آپ ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے تو ٹھیک ہے، ہم خود بائیکاٹ مہم چلائیں گے۔'' جبریل نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا:

اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ تم لوگ بہت بڑی مصیبت میں پھنس جاؤ گے، میرا مشورہ ہے کہ ان معاملات میں مت پڑو، جیسا چل رہا ہے چلنے دو۔'' وہ نظریں چراتے ہوئے بولے: روحان نے ایک نگاہِ تاسف ان پر ڈالی اور خدا حافظ کہہ کر لائبریری سے باہر نکل آیا، جبریل بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر آ گیا اور وہ وہیں کھڑے بے بسی سے انہیں جاتا دیکھتے رہے۔

☆☆☆☆☆

وہ آج صبح سے ہی مائیک کے ساتھ آفس میں موجود تھا، کامبیٹ کا متبادل تقریباً تیار ہو چکا تھا، بس چند چیزیں باقی تھیں، آج وہ انہیں بھی فائنل کر لینا چاہتا تھا، کامبیٹ کو وہ ایک بار بنا چکے تھے اسی لئے اس کا متبادل سسٹم تیار کرنا اتنا مشکل نہیں تھا، اس میں کنگ ولیم کی فرمائش پر کچھ ایڈوانس لیول کے فنکشنز بھی ڈالے گئے تھے تا کہ یہ مزید کارآمد ثابت ہو سکے۔

وہ مائیک کے کمپیوٹر پر جھکا اسے کچھ ہدایات دے رہا تھا کہ یک دم کمرے کا دروازہ کھلا، گریس تیزی سے اندر داخل ہوئی، آرتھر بھی اس کے پیچھے تھا۔

گائیز ایک بہت بڑی نیوز ہے!'' وہ پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولی:

کیا؟'' وہ دونوں کمپیوٹر چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

سی آئی اے نے معلوم کر لیا ہے کہ کامبیٹ کو کس نے ہیک کروایا ہے؟'' گریس کی بات پر وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، جیف نے بے چینی سے پوچھا:

کون ہے وہ؟''

تمہارا شک بالکل ٹھیک نکلا، IRGC نے ہی اسے ہیک کروایا تھا، اپنے ایجنٹ کے ذریعے، ان کا ایجنٹ DI کی ڈیفنس ٹیم کے ساتھ کام کررہا تھا، وہ ایک جاسوس تھا، نہ جانے اس نے اور کون کون سی معلومات اس تنظیم کو فراہم کی تھیں؟ فی الحال اسے حراست میں لے لیا گیا ہے۔''اس کے خاموش ہونے پر آرتھر بولا:

سی آئی اے نے اپنے طریقے سے اس سے اگلوانے کی کوشش کی تو اس نے بتایا کہ وہ اس IRGC کے موجودہ ڈائریکٹر کے لئے کام کرتا تھا، انہوں نے کامبیٹ میں وائرس ڈلوایا تا کہ ہمارے اداروں کو نقصان پہنچایا جا سکے، اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ تنظیم بہت سارے مما لک کی دشمن ہے اور ان کے نظامِ دفاع کو تباہ کرنا چاہتی ہے اور یہ ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔''

مائیک نے حیرت سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا!

اس جاسوس نے مزید بتایا ہے کہ یمن، سیریا اور عراق میں ہونے والی جنگوں کے پیچھے بھی کہیں نہ کہیں اسی تنظیم کا ہاتھ ہے۔'' گریس نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا:

ہم نے بلا وجہ اپنی ملٹری پر شک کیا، وہ فوجی جو سپر کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا تھا وہ تو IRGC کا ایجنٹ نکلا!'' مائیک تاسف سے بولا:

اس کا مطلب IRGC واقعی دہشت گرد تنظیم ہے؟'' گریس نے اپنے الجھے ہوئے دماغ کے ساتھ ان لوگوں سے سوال کیا:

اس سب کے دوران اگر کوئی خاموش تھا تو وہ جیف تھا جو کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا!

سی آئی اے نے اسے عوامی سطح پر لے جانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس دہشت گرد تنظیم کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے، ملٹری ٹروپس سیریا میں اترنے کی تیاری کر رہے ہیں کیونکہ ایک رپورٹ کے مطابق تمام دہشت گرد سیریا میں چھپے ہیں۔'' آرتھر نے ایک اور بری خبر دیتے ہوئے کہا:

مجھے لگتا ہے کہ ہمیں اس معاملے میں اب مزید الجھنے کی ضرورت نہیں، چپ چاپ سے سسٹم کو ڈی آئی کے حوالے کرتے ہیں اور یہاں سے کام ختم کر کے کسی نئے پروجیکٹ کی طرف چلتے ہیں، یہ سب کچھ کافی خطرناک ہوتا جا رہا ہے!'' گریس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور جیف کی طرف دیکھا جو ابھی تک خاموش تھا۔

کچھ بولو گے نہیں؟''

گریس کے براہ راست مخاطب کرنے پر اس نے اپنے لب کھولے:

تم سب کیسے اتنی جلدی ان باتوں پر یقین کر سکتے ہو؟ اتنا کچا اعتماد ہے تم لوگوں کا؟ کیا یہ سب کچھ تم لوگوں نے خود سنا ہے؟ کبھی تم لوگوں کے نزدیک اسلامی تنظیم معصوم ہے اور کبھی ڈی آئی معصوم ہے لیکن میرے نزدیک یہ کھیل کسی کو بے قصور ثابت کرنے کا نہیں بلکہ حق تک پہنچنے کا ہے، کیا تم لوگوں کو نہیں لگتا کہ پزلز ابھی بھی صحیح طرح نہیں جڑ رہے، اب بھی کچھ ادھورا ہے؟''

اس کے لہجے میں دکھ اور غصہ تھا!

اگر ایسی بات ہے تو تم خود اس ایجنٹ سے ملاقات کر لو، تمہاری تسلی ہو جائے گی۔''

گریس نے مشورہ دیا، وہ کافی بے زار دکھائی دے رہی تھی، ایسا لگتا تھا کہ اسے بھی ایجنٹ کی تمام باتوں پر یقین ہے۔

ٹھیک ہے، میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں!'' جیف نے اگلے ہی پل حامی بھر لی۔

مگر ہم یہ کیسے کریں؟'' آرتھر نے الجھتے ہوئے پوچھا:

میرے کچھ دوست ہیں جو اس کام میں ہماری مدد کر دیں گے، ان کے پاس وہاں تک پہنچنے کے لئے ایکسس موجود ہے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ باہر نکل گئی، وہ تینوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

☆☆☆☆☆

مجھے یقین نہیں ہوتا جبریل! وہ میرے آئیڈیل تھے!'' وہ دونوں اس وقت گراؤنڈ میں برگد کے پیڑ کے نیچے بنے بینچ پر بیٹھے تھے، روحان بے حد دکھی دکھائی دے رہا تھا، اس نے سر یحییٰ کو جتنا مضبوط سمجھ لیا تھا وہ اتنے مضبوط تھے نہیں۔

میں تمہارا دکھ سمجھ سکتا ہوں، مجھے خود بھی حیرت ہے!'' جبریل اسے تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ کہتے تھے کہ ہر انسان کی اپنی ایک تاریخ ہوتی ہے جسے وہ خود اپنے ہاتھوں سے لکھتا ہے، اس کی تاریخ میں سب سے نمایاں خصوصیت ''بہادری'' ہونی چاہیے، جیسے صلاح الدین ایوبی اور خالد بن ولیدؓ، مجھے یقین نہیں آرہا کہ ایسی باتیں کرنے والا شخص خود اندر سے اس قدر کمزور بھی ہو سکتا ہے'؟' جبریل جانتا تھا کہ وہ ہر انسان کو ویسا سمجھ لیتا ہے جیسے وہ خود کو دکھا رہے ہوتے ہیں، یہی روحان کی سب سے بڑی کمزوری تھی جس کی بدولت وہ ہمیشہ چوٹ کھاتا تھا کیونکہ انسان جیسے دکھتے ہیں اکثر ویسے ہوتے نہیں ہیں!

تم بہت معصوم ہو روحان! تمہارا دل صاف ہے اس وجہ سے تمہیں لگتا ہے کہ ہر انسان جو کہتا ہے وہی اس کی حقیقت ہے، ایسا نہیں ہے میری جان! انسان کی اصل

حقیقت وہی ہوتی ہے جو وہ کہتا نہیں بلکہ عمل کر کے دکھاتا ہے۔"

جبریل کی بات سے اسے صدمہ پہنچا تھا، وہ ٹھیک ہی کہتا تھا، اپنی اسی کمزوری کی وجہ سے وہ زندگی میں کئی بار ٹوٹ کر بکھر چکا تھا۔

ہوسکتا ہے ان کی مجبوریاں اپنی جگہ درست ہوں لیکن جبریل ہماری تو کوئی مجبوری نہیں ہے، کیوں نہ ہم دونوں باقی طلبہ کو قائل کرنے کی کوشش کریں اور اس کانسرٹ کی بائیکاٹ مہم چلائیں؟" بالآخر اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا:

تمہیں لگتا ہے کہ طلبہ ہماری بات سنیں گے؟ انہیں تو اس قسم کے شغل میلوں کا شوق ہے۔" جبریل کو یہ آئیڈیا کارآمد نہیں لگ رہا تھا۔

ہم کوشش تو کر سکتے ہیں، کم از کم ہمیں افسوس تو نہیں ہوگا کہ ہم نے ایک گناہ کو پھیلنے سے روکنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔"

سر یحییٰ کے جواب کے بعد اس کا دل نہیں تھا کہ وہ مزید کوئی کوشش کرے لیکن روحان کے اصرار کے آگے اس کی دلیلیں ہار گئی تھیں، وہ اس کا سب سے جگری دوست تھا جس کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

ٹھیک ہے، تمہارے پاس کوئی پلین ہے تو بتاؤ؟"

☆☆☆☆☆

یہ ایک سیل بند کمرہ تھا، جس کی دیواریں گرے رنگ سے پینٹ کی گئی تھیں، درمیان میں ایک لوہے کی میز رکھی تھی جس کے گرد دو فولڈنگ چیئرز پڑی تھیں، کرسیاں کافی غیر آرام دہ تھیں، وہ شخص انہی میں سے ایک کرسی پر ڈھیر تھا، ان دونوں کے اندر داخل ہونے پر وہ محتاط انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ان کے سروں کے اوپر ایک بلب روشن تھا جس کی بتی کافی مدھم تھی، کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، دو وائرلیس کیمرے دیوار میں نصب تھے جو گریس نے اپنے تعلقات استعمال کر کے NVR کے ذریعے وقتی طور پر ڈسٹریکٹ کروا دیئے تھے، جو مجرم کرسی پر براجمان تھا اس کا نام ڈیوڈ تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ڈیوڈ کے سامنے رکھی کرسی کے قریب آیا، اگلے ہی لمحے وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا، گریس ڈیوڈ کے سر پر کھڑی تھی اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھ رکھے تھے۔

جیف نے اسے بغور دیکھا، یہ وہی شخص تھا جو اس ویڈیو ریکارڈنگ میں سپر کمپیوٹر کے آگے بیٹھا ہوا تھا۔

کیا تم نے کامبیٹ میں وائرس ڈالا تھا؟'' اس نے براہ راست سوالوں کا آغاز کیا:

ج......جی! مگر قسم لے لیں سر! مجھے کچھ معلوم نہیں، میں نے صرف اپنی فیملی کو بچانے کے لئے ایسا کیا، مجھے نہیں پتہ وہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟'' اس شخص کے لہجے میں موجود گھبراہٹ صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔

دیکھو۔۔۔۔۔اس سافٹ ویئر کو بنانے والا میں ہوں! تم پوری دنیا سے جھوٹ بول سکتے ہو مگر مجھ سے نہیں، اسی لئے شرافت سے بتاؤ کہ تم نے اس میں وائرس کیسے ڈالا؟'' وہ ایک ایک لفظ کو چبا کر ادا کر رہا تھا۔

اس کی بات سن کر وہ ایک لمحے کے لئے سٹپٹا گیا!

و۔۔۔۔وہ۔۔۔س۔۔۔سر مجھے ایک چپ دی گئی تھی جو سسٹم میں انسٹال کرنا تھی، اس چپ میں وائرس تھا، کامبیٹ کو آپریٹ کرنے کے دوران میں نے وہ چپ سسٹم

میں ڈال۔۔۔۔۔

کس دن؟ مجھے دن اور تاریخ بتاؤ؟'' اس نے درشتگی سے بات کاٹی!

بیس نومبر، ان دنوں ہمیں ایک پراجیکٹ دیا گیا تھا اور میں اس ٹیم کا حصہ۔۔۔۔۔

IRGC کی بیس تباہ کرنے کا؟'' اس نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا، ڈیوڈ سہم کر پیچھے کو ہوا۔

تم لوگوں نے ان کی بیس تباہ کی اور انہوں نے تمہارے ذریعے سسٹم کو ہیک کروالیا، یہی کہانی ہے؟'' اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

م۔۔۔میں کچھ نہیں جانتا سچ میں! مجھے نہیں معلوم کہ آپ کون سی بیس کی بات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلاک سیون جی ایچ سی اپارٹمنٹ، واشنگٹن ڈی سی نیئر فینس فٹ بال گراؤنڈ، یہی پتہ ہے نا تمہارے گھر کا۔۔۔۔۔ جہاں تمہاری بیوی اور دو بچے رہتے ہیں؟'' وہ ایک لمحے کے لئے بھی اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر بولا: گریس بھی اپنی جگہ دنگ رہ گئی، آج سے پہلے اس نے جیف کے کئی روپ دیکھے تھے لیکن یہ روپ وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

یہ۔۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' وہ بری طرح چونکا!

اس دن تم ہی تھے جو سپر کمپیوٹر کے آگے بیٹھے تھے، تم جانتے ہو کہ امریکن ملٹری نے IRGC کی بیس تباہ کی ہے؟'' اب کی بار اس نے سخت لہجے میں پوچھا:

وہ سہم چکا تھا، کچھ پل خاموشی کے یوں ہی گزر گئے۔

بولو ورنہ۔۔۔۔۔۔۔'' وہ دھاڑا!

ج۔۔۔جی۔۔۔یہ سچ ہے مگر یہ بات کوئی نہیں جانتا۔۔۔آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟'' بالآخر اسے اعتراف کرنا پڑا۔

میرے پاس وہ ریکارڈنگ موجود ہے جس میں تم سپر کمپیوٹر کے آگے بیٹھے اس سیکرٹ پراجیکٹ پر کام کررہے تھے اور میں اسے تمہارے خلاف بھی استعمال کرسکتا ہوں، بھلائی اسی میں ہے کہ میں جو کچھ پوچھ رہا ہوں، بالکل سچ سچ بتانا!'' وہ سرد لہجے میں بولا: ڈیوڈ شدید تناؤ کا شکار دکھائی دے رہا تھا۔

کامبیٹ میں وائرس ڈالنے کے لئے کس نے تم سے رابطہ کیا تھا؟'' رشیا نے یا پھر IRGC کے سربراہان نے؟'' اس سوال پر وہ کافی دیر خاموش رہا، گریس اب ڈیوڈ کے سامنے آکر کھڑی ہوچکی تھی اور اس کے چہرے پر پھیلے تاثرات کو بغور دیکھ رہی تھی۔

یاد رکھو! تمہاری فیملی تک پہنچنا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔'' اس دھمکی پر ڈیوڈ کی پیشانی پر پسینے کے چند قطرے نمودار ہوئے، اس نے بمشکل تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

یہ وائرس۔۔۔۔۔۔کسی اور نے نہیں بلکہ خود ہماری ڈیفنس انٹیلی جنس نے ڈلوایا ہے۔''

ڈیوڈ کا یہ جملہ کسی بم کی طرح ان کے سروں پر گرا تھا، انہوں نے بے یقینی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا!

ناممکن! یہ کیا بکواس کررہے ہو؟ کوئی اپنا سسٹم خود کیوں ہیک کروائے گا؟'' اب کی بار گریس بولی:

میں سچ کہہ رہا ہوں، چیزیں اس طرح سے نہیں ہیں جس طرح سے دکھائی دیتی ہیں۔''

لیکن امریکن ملٹری ایسا کیوں کرنا چاہے گی؟'' جیف نے حیرت سے پوچھا!

اس کے پیچھے ان کے کئی مفادات ہیں جس میں سب سے بڑا مفاد IRGC کے بہانے سیریا پر حملہ کرنا ہے۔''

وہ ابھی بھی کچھ سمجھنے سے قاصر تھے، چند لمحوں بعد ڈیوڈ نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کے کہا:

یہ کہانی بہت الجھی ہوئی ہے جس کو سلجھاتے سلجھاتے آپ بھی وہاں پہنچ جائیں گے جہاں پہلے ہی بہت سارے لوگ پہنچ چکے ہیں۔''

کہاں؟'' گریس نے بے چینی سے پوچھا:

قبر کی مٹی کے نیچے!'' اس کے ایک جملے نے ان دونوں کو اندر تک ہلا کر رکھ دیا۔

وہاں سے واپسی پر انہیں اپنا ہر اٹھتا قدم من من بھر وزنی محسوس ہو رہا تھا، جیف نے اسے اچھی طرح دھمکا دیا تھا جس کے بعد وہ اس ملاقات کا ذکر کسی سے نہیں کر سکتا تھا، اگر کر بھی دیتا تو اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا کیونکہ ملاقات ریکارڈ میں نہیں آسکی تھی۔ لفٹ سے لے کر آفس پہنچنے تک ان دونوں کے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہوئی، آفس پہنچنے کے بعد گریس نے مائیک اور آرتھر کو ڈیوڈ سے ملاقات کی تمام تفصیلات بتائیں، وہ دونوں بھی اپنی جگہ حیران رہ گئے!

یہ کیسے ممکن ہے؟ ڈی آئی یا سی آئی اے کیوں خود اپنا ہی سافٹ ویئر ہیک کریں گے؟''

تاکہ وہ جنگ چھیڑ سکیں۔'' جیف نے پہلی بار اپنی رائے دی۔

لیکن کیوں؟'' ان تینوں نے بیک وقت پوچھا:

اس ''کیوں'' کا ہی ہمیں پتہ لگانا ہے، آخر ہمارے دفاعی ادارے کیوں بیک اور فرنٹ فٹ پر رہ کر کسی نہ کسی ملک سے جنگ لڑنا چاہتے ہیں؟''

دن بہ دن یہ سوال اس کے لئے اہم ہوتا جارہا تھا، پہیلی مزید الجھ چکی تھی اور پزلز ابھی بھی گڈمڈ تھے۔

☆☆☆☆☆

یونی ورسٹی کا پہلا لیکچر صبح دس بجے تھا لیکن آج وہ فجر کے بعد سو نہیں سکا تھا، کانسرٹ کا سوچ سوچ کر اسے نیند نہیں آرہی تھی، وہ اس قوم کو یوں تباہی کا شکار ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا،، ان دونوں نے فیصلہ کیا تھا کہ آج وہ اپنی مشترکہ مضامین کی کلاس میں طلبہ سے اس بارے میں بات کریں گے اور ان کو سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ اسے چند لوگوں سے تو امید تھی لیکن اکثریت اس قسم کے شغل کو پسند کرتی تھی اور جبریل کو تو ایک فیصد بھی کسی سے امید نہیں تھی، پھر بھی وہ روحان کے کہنے پر ایک کوشش کرنا چاہتا تھا۔

دوسرا پیریڈ انگریزی کا تھا، پروفیسر کے جانے کے بعد وہ دونوں اپنی نشستوں سے اٹھے اور ڈائس کے نزدیک جا کر کھڑے ہو گئے۔

ہمیں آپ لوگوں کے پانچ منٹ درکار ہیں' روحان نے بلند آواز میں سب کو مخاطب کیا: کچھ طلبہ اس کی بات پر متوجہ ہوئے کیونکہ وہ ان کی کلاس کا ایک قابل اسٹوڈنٹ تصور کیا جاتا تھا، کافی طلبہ اسے پسند کرتے تھے اور اسائنمنٹس کے لئے اس کی مدد لیتے تھے۔

''آپ سب جانتے ہیں کہ اگلے ہفتے ہماری یونی ورسٹی میں الوداعی تقریب منعقد کی جارہی ہے جس میں اس بار نائٹ کانسرٹ کا بھی انعقاد کیا جارہا ہے، میں آپ سب سے

کہنا چاہوں گا کہ ایک بار اس پر نظر ثانی کیجئے۔'' اس بات پر مزید کئی طلبہ متوجہ ہوئے، اس نے سب کو متوجہ پا کر کہنا شروع کیا:

کیا یہ مناسب لگتا ہے کہ ایک تعلیمی ادارے میں اس قسم کے نائٹ کانسرٹس ہوں وہ بھی ایک دوسرے کو الوداع کرنے کے موقع پر؟ جہاں علم کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور شعور کو بیدار کرنے کے لئے ہمارے ماں باپ ہمیں بھیج رہے ہیں وہاں اس قسم کی تقاریب آخر کیوں منعقد کی جارہی ہیں؟ کیا یہ ہمارے دین اور شریعت کے خلاف نہیں ہے؟ کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ رہا ہے جنہوں نے علم کو انسانیت کی معراج قرار دیا؟ یا یہ وہ ویسٹرن کلچر ہے جو باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت ہماری نسلوں کی پرورش میں شامل کیا جارہا ہے؟''

روحان کی بات پر ایک لڑکا حماد بولا:

تم ٹھیک کہہ رہے ہو، کانسرٹ کے پیسے بھی بہت زیادہ ہیں اور مجھے بھی یہ آئیڈیا کچھ زیادہ ہی ایڈوانس لگا تھا، یونی ورسٹی کی ایڈمنسٹریشن ہمارے کلچر کو مکمل طور پر تبدیل کرتی جارہی ہے۔''

بالکل! یہ پالیسی چارٹ میں شامل ہے کہ کوئی بھی ایکٹ اسلام کے خلاف نہیں کیا جائے گا اور طلبہ کی تعلیم وتربیت پیش نظر رکھی جائے گی، یہ تو اس پالیسی کے بھی خلاف ہے۔'' ایک اور لڑکے شاہ زیب نے کہا:

آہستہ آہستہ کچھ سمجھ بوجھ رکھنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور وہ اپنی آراء دینے لگے، ان دونوں کو کچھ اور حوصلہ ملا، اب کی بار جبریل نے کہا:

ہم دونوں چاہتے ہیں کہ اس ایونٹ کا بائیکاٹ کیا جائے، ایڈمنسٹریشن کو مجبور کیا

جائے کہ وہ الوداعی پارٹی کو پہلے کی طرح ہی منعقد کریں اور نائٹ کانسرٹس نہ کریں۔‘‘

اس بات کو سنتے ہی طلبہ کا سارا جوش یک دم بیٹھ گیا، ان میں سے کسی کی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ ایڈمنسٹریشن کے سامنے جا کر یہ بات کرے۔

کیا ہوگیا ہے میرے دوستو؟ یہی تو وقت ہے آواز اٹھانے کا!‘‘ جبریل نے ان کے بیٹھتے جوش کو ایک بار پھر جگانے کی کوشش کی۔

دیکھو یار! کلاس میں تو ہم اسے برا بھلا کہہ لیں لیکن ایڈمنسٹریشن کے سامنے کون بولے گا؟‘‘

ان کا ایک کلاس میٹ شہریار بولا:

ایڈمنسٹریشن کے سامنے ہم بات کریں گے، آپ لوگوں نے صرف ہمارے ساتھ چلنا ہے۔‘‘ روحان کی پیشکش پر کچھ طلباء سوچ میں پڑ گئے!

ٹھیک ہے! ہم تمہارے ساتھ ایڈمنسٹریشن کے پاس جائیں گے۔‘‘ بالآخر کچھ لڑکوں نے حامی بھر لی، ان کی تعداد بہت کم تھی لیکن روحان کے نزدیک یہ بھی کافی تھا، کم از کم وہ چند لوگ اس قابل تھے کہ غلط کو غلط کہنے کا حوصلہ رکھتے تھے لیکن اپنی اسی سادگی میں وہ یہ بات بھول چکا تھا کہ دنیا کس قدر بے رحم اور ظالم ہے!

☆☆☆☆☆

آج کی صبح بہت خوبصورت طلوع ہوئی تھی، نیلے آسمان پر سفید روئی کے گالوں جیسے بادل کے ٹکڑے ہر طرف بکھرے ہوئے تھے، کل رات واشنگٹن کی پہاڑی سطح پر برف باری ہوئی تھی جس کے باعث سردی میں اضافہ ہو چکا تھا، اسے برف باری بے حد پسند تھی، وہ ہر سال اپنے دوستوں کے ساتھ اسکی بورڈز لے کر پہاڑوں پر نکل جایا کرتا تھا،

پھر اس کی ملاقات گریس سے ہوئی ،گریس کو پہاڑوں میں کیمپنگ کرنا بہت پسند تھا ،یوں پچھلے کئی سالوں سے وہ سردیوں کی چھٹیوں میں اکھٹے اسکی اور کیمپنگ کے لئے جانے لگے تھے،گریس کی بدولت اسے زندگی میں پہلی بار پتہ چلا تھا کہ برف باری میں کیمپنگ دنیا کا سب سے خوبصورت ایڈونچر ہے، وہ رات کے اندھیرے میں پہاڑوں پر کیمپ لگا کر بلب کی مدھم روشنی میں گرما گرم کافی پیتے ،کوکیز کھاتے اور ستاروں بھرے آسمان کو دیکھتے ،گریس ایک میچیور لڑکی تھی لیکن اسے پہاڑوں پر رہنے والی اسنو فیری کی کہانی بہت فیسی نیٹ کرتی تھی، وہ اکثر سوچتا تھا کہ کاش وہ اسے بتا سکتا کہ اس کے لئے تو پہاڑوں پر رہنے والی اسنو فیری وہ خود ہے۔

اس سال بھی وہ گریس کے ساتھ کیمپنگ کے لئے جانا چاہتا تھا لیکن اس وقت وہ لوگ کے ٹو سے بھی زیادہ اونچے مسائل میں گھرے ہوئے تھے،خود کے لئے وقت جیسے ختم ہو کر رہ گیا تھا۔

اس نے تاسف سے سر جھٹکا اور گاڑی پارک کر کے اس بلند و بالا عمارت کے اندر داخل ہوا، چند سیکنڈ بعد وہ لفٹ کے ذریعے بیسمنٹ پہنچ چک تھا۔

کمرے کا دروازہ کلک کے ساتھ کھلا ،گریس اور آرتھر نے گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا اور پھر گریس اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آئی۔

کہاں رہ گئے تھے تم ؟ بھول گئے ہو کہ آج کس قدر اہم دن ہے؟ تمہاری نیندیں نہ جانے کب پوری ہوں گی؟'' اس کے ماتھے پر شکنیں واضح تھیں اور انداز میں شدید خفگی تھی!

آئی ایم سوری،تم تو جانتی ہی ہو واشنگٹن کا ٹریفک !'' وہ اسے ٹالتے ہوئے بولا:

جواباً گریس نے اسے گھورا اور بولی:

یہ مت بھولو کہ ہمارے گھر کا روٹ ایک ہی ہے اور تمہاری سوسائٹی سے لے کر ڈی آئی کے راستے میں اس وقت کوئی ٹریفک نہیں ملتا ہے۔''

اب وہ اسے کیا بتاتا کہ وہ اسنو فیری کے خیالات میں گم ہو گیا تھا؟ تاکہ گریس سامنے رکھا ہوا گلدان اس کے سر پر دے مارتی؟

او کے، آئی ایم سوری'' اس نے معذرت کرنے میں ہی عافیت جانی اور تیزی سے مائیک کی طرف لپکا۔

میں نے تمہیں جو کوڈنگ ڈالنے کو کہی تھی وہ مکمل ہو گئی؟''

اسی کے ساتھ اس نے اپنا کوٹ اتارا اور کرسی کی پشت پر ڈال دیا۔

یس باس مکمل ہے، چیک پلیز!'' مائیک اب ایک طرف کو ہو گیا تھا اور وہ اس کے کمپیوٹر پر جھکا تمام چیزوں پر نظرِ ثانی کر رہا تھا، کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا:

ہمارا جاسوس، میرا مطلب ہے کہ ہمارا اے آئی سسٹم ملٹری کی خدمت کے لئے بالکل تیار ہے۔''

اور تم دونوں نے اس میں کس قسم کی کوڈنگ استعمال کی ہے؟'' گریس نے ابرو اچکائے:

اسپائی ویئر Spyware، تم لوگ تو جانتے ہی ہو کہ میں پہلے ایف بی آئی کے لئے کام کر چکا ہوں تو مجھ سے بہتر ان کوڈنگز کا علم کسے ہوگا؟'' مائیک کالر جھاڑتے ہوئے بولا:

اوہ !میں بھی یہی سوچ رہی تھی ورنہ ہم لوگ بآسانی نظروں میں آسکتے تھے۔''
گریس نے ستائشی انداز میں کہا:

بالکل !عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے سسٹم یا سافٹ ویئرز کو کسی بھی دفاعی ادارے کے سپرد کرنے کے بعد وہ سائبر سیکیوریٹی ٹیم (C4I) سے اپنے طور پر چیک کرواتے ہیں، اگر کوئی بھی اضافی کوڈنگ کی گئی ہوتی ہے تو وہ اسکین ہوجاتی ہے، اور پکڑے جانے کے چانسز ننانوے فیصد ہوتے ہیں، میں نے اور مائیک نے اس میں اسپائی ویئر نام کی کوڈنگ کا استعمال کیا ہے جو کافی حد تک محفوظ ہے۔''

مائیک نے اس کی بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا:

ہم چاہتے تھے کہ ہمیں اس کا Real time ڈیٹا ملتا رہے، ہر ایپلیکیشن کا بیک اپ ہوتا ہے، انسان اس پر جو کچھ بھی کررہا ہوتا ہے اس کی ایک بیک اپ کاپی بن رہی ہوتی ہے، یہ بیک اپ کاپی ان تمام ایپلیکیشنز کو کنٹرول کرنے والوں کے پاس موجود ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ

"PRIVACY IS A MYTH"

مائیک اس قسم کی کوڈنگ میں کافی مہارت رکھتا تھا، ایف بی آئی میں وہ اچھی پوسٹ پر تھا، کچھ عرصے پہلے ہی اس کا تبادلہ ڈی آئی میں کردیا گیا تھا جہاں کامبیٹ پروجیکٹ کے سلسلے میں اس کی دوستی ان تینوں سے ہوگئی تھی۔

تمھیں لگتا ہے کہ انہیں ہم پر یقین ہوگا کہ ہم ایسا کچھ نہیں کرسکتے؟'' اب کی بار سوال آرتھر کی طرف سے تھا۔

یقین بنانے کے لئے پہلے اعتماد کا جیتنا ضروری ہے اور اتنے سالوں میں ہم ان

لوگوں کا اعتماد تو جیت ہی چکے ہیں، اس کے باوجود میں نے ہر قسم کے ا سکینرسے بچنے کا انتظام مدنظر رکھا ہے۔'' مائیک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:

میرے خیال سے میٹنگ کا وقت شروع ہونے والا ہے، ہمیں چلنا چاہئے۔''

گریس کے کہنے پر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے، کنگ ولیم پہنچ چکے تھے، آج بھی ڈی آئی میں سیکیوریٹی کے انتظامات کافی سخت تھے۔

گول میز تقریباً بھر چکی تھی، تمام افسران، ڈائریکٹرز، جرنلز اور چیف آف ڈیفنس اس کمرے میں موجود تھے، ان چاروں کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا، جس جگہ وہ لوگ موجود تھے وہ کوئی عام جگہ نہیں تھی اور جن لوگوں کے درمیان وہ بیٹھے تھے وہ کوئی عام لوگ نہیں تھے، یہاں ہر شخص ایک دوسرے سے بڑھ کر طاقت ور تھا، وہ لوگ اپنی جان کی بازی لگا کر شطرنج کا بے حد خطرناک کھیل کھیلنے جا رہے تھے۔

جیف لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور سامنے رکھے پروجیکٹر کے قریب آیا، اگلے ہی لمحے اس نے لیپ ٹاپ اسکرین پر سسٹم کو کھولا، ساتھ ہی ایک گہری نگاہ وہاں بیٹھے تمام لوگوں پر ڈالی، کچھ لمحوں بعد اس کے لب ہلنا شروع ہوئے:

"BATCOM"

کامبیٹ کا متبادل اے آئی سسٹم جسے ہیک کرنا قطعاً آسان نہیں ہے، اسے تمام سائبر سیکیوریٹی تھریٹس کو پیشِ نظر رکھ کر ڈیزائن کیا گیا ہے، یہ آپ کو دشمن کی چالوں سے باخبر کرے گا اور ہمیں ایڈوانس ڈیفنس کے طریقے فراہم کرے گا، کسی بھی ایکشن کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے اس سسٹم پر ڈیمو کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے، جس کے بعد یہ آپ کو اس کام کا بہترین ممکنہ طریقہ تجویز کرے گا۔''

اگلے بیس منٹ تک وہ اس کے متعلق بتاتا رہا، پروجیکٹر پر بیٹ کام کے کئی حصے کھلے ہوئے تھے، اس نے ہر ہر حصے کو کھول کر تفصیل سے سمجھایا، یہ اس کی جاب کا حصہ تھا۔

بالآخر وہ خاموش ہوا اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ کنگ ولیم ان کی محنت سے بہت خوش تھے۔

وہ دوبارہ اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا، گریس نے آہستگی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر دبایا، نہ جانے کیوں اس لمحے اسے بڑا حوصلہ محسوس ہوا، شاید جن لوگوں سے آپ محبت کرتے ہیں ان کا ساتھ آپ کو ایک غیبی طاقت عطا کرتا ہے، جس کے ذریعے آپ پوری دنیا سے ٹکرا جاتے ہیں اور اس وقت اس کے لئے گریس کا ساتھ بڑی اہمیت رکھتا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ چندلر کے اس وقت ایڈمنسٹریشن کے آفس میں موجود تھے، پرنسپل ان کی بات سے بالکل متفق دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

سر! یہ یونیورسٹی کی پالیسی کے خلاف ہے اور اس پر آواز اٹھانا ہمارا حق ہے۔''

جبریل نے ہمت جمع کرتے ہوئے کہا:

اور آپ دس بچوں کے کہنے پر کیا میں ہزاروں لوگوں کا ایونٹ کینسل کر دوں؟'' جواباً انہوں نے جبریل کو کاٹ دار نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا:

کمرے میں کچھ اور اساتذہ بھی موجود تھے جن میں فزکس اور سائنس ڈپارٹمنٹ کے استاد بھی شامل تھے۔

پرنسپل کی اس بات کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا، وہ واقعی تعداد میں بہت تھوڑے

تھے۔

آپ لوگ جانتے ہیں کہ یہ ایک ہزار لوگوں کا ایونٹ ہے اور ان میں سے سو بچوں کو بھی اس ایونٹ پر اعتراض نہیں ہے! بس آپ دس کو اعتراض ہے!'' ان کی اس بات پر فزکس کے استاد پروفیسر سلمان رشدی استہزائیہ ہنسی ہنسے، یہ ہمیشہ سے ایسے ایونٹس کو بہت سپورٹ کرتے تھے، انہوں نے اپنی ڈگری امریکہ سے حاصل کی تھی اور ایڈمنسٹریشن کو ان کے یہاں ہونے پر بے حد فخر تھا۔

روحان نے ایک تاسف بھری نگاہ ان کے مسکراتے چہرے پر ڈالی، ان جیسے لبرل اور دین کا مذاق اڑانے والے لوگوں کی وجہ سے ہی یہ تعلیمی ادارے بے حیائی کا گڑھ بنتے جا رہے ہیں:

سر! آپ ایک بار ہماری یونی ورسٹی کے ماحول پر نظر ڈالیں ۔ ڈرگز سپلائی، گرل فرینڈ، بوائے فرینڈ کلچر، نت نئے اسکینڈلز اور ٹک ٹاک جیسی بے حیائی کا فروغ کتنا عام ہو گیا ہے، پھر اس قسم کی پارٹیز سے طلبہ کے لئے مزید راہیں ہموار ہوتی ہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ ایسی پارٹیوں میں کیا کچھ ہوتا ہے؟'' روحان نے انہیں قائل کرنے کی ایک اور کوشش کی۔

اس سب سے ہمارے ایونٹ کا کوئی تعلق نہیں، یونی ورسٹی میں ڈرگز اور دوستیاں ممنوع ہے اور اس کے لئے باقاعدہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جو ان چیزوں پر نظر رکھتی ہیں، اب اگر کوئی چھپ کر کچھ کر رہا ہے یا یونی ورسٹی کی آف ٹائمنگز کے بعد کچھ کرتا ہے تو اس سے ایڈمنسٹریشن کا کوئی تعلق نہیں، ہم صرف یہاں کے لئے ذمہ دار ہیں، ان کی ذاتی زندگی کے لئے نہیں!'' وہ لاپرواہی سے بولے:

لیکن سر۔۔۔۔۔

دیکھیں روحان بن حیدر! بہتر ہے کہ آپ ایڈمنسٹریشن کے معاملات میں دخل نہ دیں، ہمیں ہمارے فائدے نقصان اچھی طرح معلوم ہیں اور آپ دس طلبہ اس ایونٹ کے لئے اپنا نام خارج کروا سکتے ہیں، آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے!'' یہ کہہ کر انہوں نے بات ختم کی اور ان سب کو آفس سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

اب ان کے پاس صرف ایک ہی پلین بچا تھا جس کے ذریعے وہ ایڈمنسٹریشن پر پریشر ڈال سکتے تھے۔

☆☆☆☆☆

آج ڈیزی کی موت کو چالیس روز گزر چکے تھے، وہ ایک کرسچن فیملی سے تعلق رکھتا تھا جہاں چالیس نمبر کو بہت اہمیت دی جاتی تھی، عیسیٰؑ کو نبوت ملنے سے پہلے خدا نے چالیس دن کی تنہائی کا حکم دیا جس کے بعد انہیں تورات جیسی عظیم کتاب سے نوازا گیا، نوحؑ کو چالیس روز تک کشتی میں سوار رہنے کا حکم دیا گیا جس کے بعد انہیں ایک نئی زندگی سے نوازا گیا، بائبل میں اس کے متعلق کوئی واضح حکم نہیں تھا لیکن یہ عیسائیوں کا یقین تھا کہ چالیس کی علامت غم اور اداسی سے چھٹکارا پانے کی علامت ہے، یہی چیز مسلمانوں کا عقیدہ بھی بن چکی تھی کہ میت کے چالیسویں کے بعد آپ ہر خوشی منا سکتے ہو لیکن چالیسویں سے پہلے کسی بھی قسم کی خوشی حرام ہے۔

اسی مناسبت سے مرینہ نے اپنے اور ڈیزی کے تمام قریبی دوستوں کو رات کے کھانے پر بلایا تھا جہاں وہ سب مل کر ڈیزی کے لئے دعائے خیر کر سکیں۔

یہ ایک عجیب اتفاق تھا کہ آج ڈیزی کا چالیسواں بھی تھا اور آج ہی کے دن انہوں

نے بیٹ کام لانچ کیا تھا، انہیں یقین تھا کہ اب خدا ان کی پریشانیوں میں ضرور کمی کرے گا۔

وہ آفس سے گھر لوٹا تو شام کے آٹھ بج رہے تھے، فریش ہونے کے بعد وہ کچن میں آ گیا اور اپنے لئے ایک کپ کافی تیار کرنے لگا، پورے دن کی مصروفیت کے بعد اسے اب تنہائی میسر آئی تھی، خیالات نے موقع دیکھا اور تیزی سے اس کے دل و دماغ پر حملے کرنا شروع کر دیے، آج اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار اپنے ملک کے دفاعی اداروں سے بغاوت کی تھی، شاید آج سے دو ماہ پہلے وہ ایسا کچھ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن انسان کو نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کب قسمت اس کی زندگی کا رخ کس طرف موڑ دے؟

انہی سوچوں کے دوران اس کے موبائل فون پر گریس کا میسج موصول ہوا:

''مجھے بھی راستے سے پک کر لینا اور وقت پر نکل آنا۔''

اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی، اسے گریس کا اپنے اوپر یوں حق جمانا بے حد پسند تھا، شاید انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسا ضرور ہوتا ہے جس کی کوئی بات کبھی بھی بری نہیں لگتی، دل اس انسان کو وہ مقام عطا کر دیتا ہے جہاں اس کی اپنی مرضی بھی نہیں چل سکتی۔

وہ ساڑھے آٹھ بجے گھر سے نکلا، آج اس نے پینٹ کورٹ کے بجائے ٹراؤزر اور شرٹ پہن رکھی تھی، ٹھنڈ بہت شدید تھی جس کے باعث اس نے لیدر کی گرم جیکٹ اوڑھی ہوئی تھی، سلکی بال ماتھے پر گر رہے تھے جسے آج اس نے جیل سے سیٹ نہیں کیا تھا، وہ اس حلیے میں بھی بہت دلکش دکھائی دے رہا تھا۔

پندرہ منٹ بعد گاڑی 7th avenue میں بنے اس چھوٹے سے کاٹیج میں داخل ہوئی، وہ اسے دور سے پورچ میں کھڑی دکھائی دے گئی۔

اس نے نیوی بلیورنگ کی لانگ فراک پہن رکھی تھی، فراک کے اوپر اس نے لمبا سا ہم رنگ کوٹ پہنا ہوا تھا، بالوں کو کھلا چھوڑنے کے بجائے چھوٹی سی کیچپئیر میں مقید کیا ہوا تھا جس میں سے چند لٹیں نکل کر اس کے ماتھے پر گر رہی تھیں، کانوں میں ننھے کرسٹل کے ٹاپس ڈالے ہوئے تھے اور آفس ہیلز کی بجائے قدرے اونچی ہیل پہن رکھی تھیں، وہ روزمرہ کی روٹین سے کافی مختلف اور خوبصورت لگ رہی تھی۔

تم لیٹ ہو!'' اس نے گاڑی کے قریب پہنچتے ہوئے ناگواری سے کہا:

آئی ایم سوری، اندر بیٹھو!'' جواباً اس نے ہمیشہ کی طرح چپ چاپ اپنی غلطی تسلیم کرلی، اب تو لیٹ آنا اس کی فطرت بن چکا تھا لیکن وہ بھی مجبور تھا اور اس مجبوری کی کوئی بھی دلیل گریس کے سامنے بالکل نہیں چل سکتی تھی سو خاموشی میں ہی عافیت تھی۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی، اسی کے ساتھ جیف نے گاڑی تیزی سے شاہراہ پر ڈال دی۔

☆☆☆☆☆

دروازہ مرینہ نے کھولا تھا، انہیں اندر سے آرتھر اور مائیک کی آوازیں آتی سنائی دیں، شاید وہ دونوں وقت پر ہی پہنچ گئے تھے!

لگتا ہے ہم لیٹ ہو گئے؟'' جیف نے سر کھجاتے ہوئے معذرت خواہانہ انداز میں کہا جس پر گریس نے سرد آہ بھری!

اٹس اوکے، زیادہ لیٹ نہیں ہوئے، آجاؤ!'' جواباً مرینہ نے مسکراتے ہوئے اسے

راستہ دیا اور آگے بڑھ کر گریس سے گلے ملی۔

تمہارے بھائی کے لئے بہت ساری دعائیں!'' یہ کہتے ہوئے گریس نے لونڈر کا گلدستہ اسے تھمایا۔

یہ تم ڈیزی کی لائبریری میں رکھ دینا، اسے لونڈر بہت پسند تھے۔''

مرینہ نے خوشدلی سے اس کے ہاتھ سے گلدستہ لے لیا۔

اگلے ہی لمحے جیف نے اپنے بائیں ہاتھ کو پشت کے پیچھے سے باہر کیا اور گلاب کا خوبصورت گلدستہ مرینہ کی طرف بڑھایا:

یہ تمہارے لئے، تمہیں گلاب پسند ہیں، اسے ڈائننگ ٹیبل پر رکھے گلدان میں سجالینا۔''

وہ اس حسین گلدستے کو دیکھ کر کھل اٹھی اور اس کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔

اوہ مائے گاڈ جیف! تھینک یو سو مچ، یہ بے حد خوبصورت ہیں!''

نہ جانے کیوں گریس کو یہ کافی ناگوار گزرا تھا؟ وہ حیران تھی کہ گلاب کے اس گلدستے پر اس کی نگاہ کیوں نہیں پڑی تھی؟

راہداری سے گزرتے ہوئے اس سے رہا نہیں گیا اور اس نے بے تابی سے پوچھا:

تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اسے گلاب پسند ہیں؟''

تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس کے بھائی کو لونڈر پسند ہیں؟'' جواباً وہ اسی انداز میں بولا:

میں نے تو ڈیزی کی ڈائری پڑھی تھی۔'' اس نے منہ بسور کر کہا:

اور میں پچھلے ہفتے اس سے ملنے آیا تھا۔'' وہ عام سے انداز میں بولا لیکن اس کا یہ انداز گریس کو تپانے کے لئے کافی تھا۔

کیوں؟ مجھے بتایا کیوں نہیں؟ میں بھی ساتھ چلتی۔''

مجھے یاد نہیں رہا، ویسے ہی دماغ کچھ الجھا ہوا تھا تو سوچا مرینہ سے ڈسکس کرلوں، کیوں کیا ہوا؟''اس وقت وہ انجان بننے کی پوری اداکاری کررہا تھا۔

میں مرگئی تھی؟ پہلے تو تم اپنی ہر بات مجھ سے ڈسکس کرتے تھے؟''

گریس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر اسے اتنا برا کیوں لگ رہا تھا؟ یہ دیکھ کر جیف کو بے حد خوشی محسوس ہورہی تھی سو اس نے جلتی پر مزید تیل چھڑکنا چاہا:

تمہارے پاس اب میرے لئے وقت کہاں ہوتا ہے گریس! اسی لئے اپنے دل کی بات دوسروں سے کہنا پڑتی ہے۔''

تم اگر مجھے کہو گے تو میں کیوں نہیں سنوں گی؟'' اب کی بار وہ قدرے نرم پڑتے ہوئے بولی:

اصل بات یہی ہے نا کہ تمہیں ''کہنا'' پڑتا ہے، خود سے محسوس نہیں کرتیں، بھلا تم سے بڑھ کر بھی مجھے کوئی جانتا ہے کیا؟'' وہ محبت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا لیکن گریس کا دماغ گلاب کے گلدستے پر اٹک چکا تھا۔

لیکن تم نے اسے گلاب کیوں دیے؟''

وہ اس لئے کہ اسے گلاب پسند ہے۔'' وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ روک پایا، اسے گریس کا یوں جیلس ہونا بہت اچھا لگ رہا تھا، تیر نشانے پر لگا تھا اور وہ اپنے مقصد

میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ہم اس کے بھائی کے سوگ پر آئے ہیں، اس کے نہیں!'' اب کی بار وہ چڑ کر بولی: خدا نہ کرے کہ ہمیں اس کے سوگ پر آنا پڑے!''

جیف کی یوں پرواہ کرنا اسے مزید زہر لگا تھا'' لیکن مجھے تو تم نے گلاب نہیں دیے، مجھے بھی بہت پسند ہے۔'' وہ نروٹھے انداز میں بولی:

اس لمحے جیف کا دل چاہا کہ وہ دنیا بھر کے تمام گلاب اس کی جھولی میں ڈال دے، اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے وہ مسکراہٹ دبائے بولا:

وہ اس لئے کہ تم اس کے کانٹے نکال کر میرے سر میں گھس دیتیں۔'' جواباً وہ اسے گھورتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

لونگ روم آچکا تھا، وہ لوگ اب باقی مہمانوں کے ساتھ صوفوں پر بیٹھ چکے تھے، آرتھر نے ایک گہری نگاہ گریس پر ڈالی جسے جیف کی تیز نگاہوں نے فوراً محسوس کرلیا، اسے آرتھر کا یوں دیکھنا ناگوار گزرا تھا، اب کون اسے بتاتا کہ کچھ لمحوں پہلے گریس کو بھی وہ گلاب کا گلدستہ اسی طرح ناگوار گزرا تھا۔

ڈیزی کے دوست کافی دیر تک انہیں ڈیزی کے بارے میں بتاتے رہے، اس کے دوستوں کی تعداد بہت کم تھی، وہ انٹروورٹ تھا اور جلدی گھلتا ملتا نہیں تھا لیکن اس کے یہ دوست اس کے ساتھ بہت مخلص تھے، اب تک اس نے ان کے منہ سے ڈیزی کی تعریف ہی سنی تھی، اسی کے ساتھ کچھ اور بوجھ اس کے دل پر آگرا، نہ جانے کیوں وہ اب تک اس کی موت کا ذمہ دار کہیں نہ کہیں خود کو بھی سمجھتا تھا!

کھانے کے بعد ان سب نے ڈیزی کے لئے دعا کی اور مرینہ کا شکریہ ادا کرتے

ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔کل جمعرات کا دن تھا اور صبح سب کو آفس جانا تھا۔

ہم اب چلتے ہیں، اپنا خیال رکھنا اور پریشان مت ہونا، تمہارے بھائی کو بہت جلد انصاف ملے گا۔'' جیف نے مرینہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے الوداعی کلمات کہے، گریس بھی اس سے گلے ملی اور وہ دونوں پورچ میں کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

جیف!'' یک دم مرینہ نے اسے پیچھے سے آواز دی، وہ پلٹا!

ہاں کہو!''

مجھے تم سے کچھ بات کرنا ہے۔'' مرینہ کے اشارہ کرنے پر وہ اس کے نزدیک چلا آیا ، وہ دونوں اب ایک کونے میں کھڑے آہستہ آواز میں باتیں کر رہے تھے، گریس کے لئے مزید برداشت کرنا مشکل ہوتا جا رہا تھا، وہ بلاوجہ جیف سے کلوز ہونے کی کوشش کر رہی تھی اور یہ بات اسے شدید ناگوار گزر رہی تھی۔

چند منٹ بعد وہ دوبارہ گریس کی طرف واپس لوٹا۔

چلیں؟'' ساتھ ہی اس نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا ، وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اندر بیٹھ گئی، کچھ لمحوں بعد گاڑی سڑک پر رواں دواں ہوگئی۔

کیا کہہ رہی تھی وہ؟''

کچھ نہیں، بس ویسے ہی!'' اس نے جان بوجھ کر اسے مزید جلانا چاہا، زندگی میں پہلی بار ایسا موقع ہاتھ آیا تھا، آسانی سے کیسے جانے دیتا؟

کیا مطلب، کچھ نہیں؟ تم کیا چھپا رہے ہو مجھ سے؟ کیا کہہ رہی تھی وہ؟'' وہ قدرے اونچی آواز میں بولی:

کیا ہو گیا ہے گریس! وہ اپنے بھائی کے لئے بہت اداس تھی اور مجھ سے اپنے

جذبات شیئر کر رہی تھی۔''

تم سے ہی کیوں؟ میں بھی تو تھی؟ آرتھر اور مائیک بھی تو تھے!'' اس نے ناگواری سے کہا:

کیا پتہ وہ صرف میرے ساتھ کمفرٹیبل ہو؟ شاید وہ مجھے اپنا اچھا دوست سمجھتی ہو!'' وہ معنی خیز انداز میں بولا:

مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کیا سوچتی سمجھتی ہے؟ مجھے یہ بتاؤ کہ تم کیا سوچتے ہو؟'' اس نے درشتگی سے جیف کی بات کاٹی!

ہاں اچھی تو ہے، نرمی سے بات کرتی ہے، لیٹ آنے پر خفا نہیں ہوتی، براؤنیز بھی کافی اچھے بناتی ہے، دوستی سے آگے بھی بات بڑھائی جا سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں!'' اب کی بار وہ دھیمی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا: گریس کا دل چاہا کہ اس کے دانت ہی توڑ دے۔

بکواس بند کرو! یاد رکھو کہ تم صرف میرے دوست ہو اور جو بھی بات کرنی ہے مجھ سے کرنا، اگلی بار میں تمہیں مرینہ کے ساتھ نہ دیکھوں۔'' اس نے انگلی دکھاتے ہوئے دھمکی دی!

اور یہ دھمکی کس حق سے دی جا رہی ہے؟'' جواباً اس نے معصومیت سے پوچھا:

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جو تم سمجھو!'' یہ کہتے ہوئے وہ اب سائیڈ ویو سے باہر دیکھنے لگی تھی۔

کیا واقعی فرق نہیں پڑتا؟ کچھ بھی سمجھ لوں میں؟'' اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہو چکی تھی۔

فضول بولنے کے بجائے گاڑی چلانے پر دھیان دو ورنہ اس دھند میں کسی کا ناحق قتل نہ ہو جائے، ویسے بھی We can't afford more ‘‘ اس کے انداز پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا، جواباً وہ بس اسے گھورتی ہی رہ گئی!

گریس کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد وہ اپنے گھر لوٹا، رات کا ایک بج رہا تھا، اس نے اپنی جیکٹ اتار کر صوفے پر پھینکی اور کپڑے تبدیل کیئے بغیر وہیں ڈھیر ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

آج کا دن کافی برا گزرا تھا، وہ اپنا آخری لیکچر لے کر کلاس روم سے باہر نکلا ہی تھا کہ یک دم کسی بھاری بھرکم وجود نے اس کا راستہ روک لیا۔

روحان نے سر اٹھا کر اس لڑکے کی طرف دیکھا جس کا نام فیصل تھا، اس کا تعلق یونی ورسٹی کی انڈر گراؤنڈ ڈرگ سپلائر چین سے تھا، یہ بات اسے جبریل نے بتائی تھی۔

کیا ہوا ہے؟‘‘ اس نے سوالیہ نگاہوں سے فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

جواباً اس نے کاٹ دار لہجے میں کہا:

مجھے تو کچھ نہیں ہوا، البتہ تمہیں کچھ نہ ہو جائے اسی لئے تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔‘‘

شام کے پانچ بج رہے تھے، آدھی سے زیادہ یونی ورسٹی اس وقت خالی ہو چکی تھی، جبریل بھی گھر چکا تھا، وہ دونوں اس وقت ہال میں اکیلے کھڑے تھے۔

کہنا کیا چاہتے ہو؟‘‘ وہ ناسمجھی سے بولا:

یہی کہ باز آجاؤ! تمہاری حرکتوں کے بارے میں ہمیں پتہ چلا ہے اسی لئے خبردار کرنے آیا ہوں، تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ اس الوداعی پارٹی سے دور رہو، ویسے بھی تم جیسے پینڈوؤں کا اس میں کوئی کام نہیں۔‘‘ اس نے استہزائیہ انداز میں انگلی اٹھا کر

دھمکی دیتے ہوئے کہا:

تم جیسے لوگوں کی وجہ سے ہی میں اس قسم کی پارٹیوں کے خلاف ہوں،تم لوگوں نے یونی ورسٹی کو جوے کا اڈا بنا رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ گیانی بابا! کہیں اور جا کر یہ فلسفہ جھاڑنا، ہم جو کر رہے ہیں نا وہ بزنس ہے بزنس! اور تم اس وقت ہمارے دشمن بننے کی کوشش کر رہے ہو، بہتر ہے کہ ہم سے مت ٹکراؤ، تم جانتے نہیں ہو کہ ہم کس قدر طاقت ور ہیں؟'' فیصل نے درشتگی سے اس کی بات کاٹی اور آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا:

لوگوں کی زندگیوں کو برباد کرنے کا جو دھندہ تم لوگوں نے شروع کر رکھا ہے اسے تم بزنس کہتے ہو؟''

جواباً روحان نے تاسف سے کہا:

بالکل! اور یہ لاکھوں کا بزنس ہے روحان بن حیدر، لاکھوں کا!'' ایک زوردار قہقہہ لگا کر وہ پیچھے کو ہوا اور جانے کے لئے پلٹا:

امید ہے تم سمجھ گئے ہو گے!'' اسی کے ساتھ وہ سیڑھیوں کی طرف واپس بڑھ گیا۔

روحان کافی دیر وہیں کھڑا سوچتا رہا!

☆☆☆☆☆

رات کے اس پہر وہ اپنی بالکنی میں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی مسلسل کسی چیز کی طرف دیکھ رہی تھی، آسمان پر چاند اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا اور اس کی روشنی ہر سو بکھری ہوئی تھی،، وہ انگوٹھے کے ناخن کو دانتوں سے مسلسل کاٹتے ہوئے ایک تصویر پر غور کر رہی تھی، یہ ایک کہانی تھی جس کے پیچھے وہ کافی دنوں سے لگی ہوئی تھی، ان

ثبوتوں کو جمع کرنے کے لئے نہ جانے اس نے کتنے پاپڑ بیلے تھے، بالآخراب یہ ثبوت اس کے ہاتھ آچکے تھے اور وہ جانتی تھی کہ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے کی صلاحیت رکھتی ہے، اگرچہ یہ ابھی مکمل نہیں تھی لیکن آگ کو بھڑکانے کے لئے تیل کا کام کرسکتی تھی۔

مارتھا اس فلیٹ میں اپنی ماں فیونا کے ساتھ رہتی تھی جو خود بھی ایک ایڈیٹر تھیں، دن بھر وہ کسی اخبار میں جاب کرتی تھیں، اسی وجہ سے وہ رات گئے گھر لوٹتی تھیں، ان دونوں کو ایک ساتھ وقت گزارنے کا موقع بہت کم ہی مل پاتا تھا، گیارہ سال پہلے اس کے ماں باپ کے درمیان علیحدگی ہو چکی تھی، وجہ یہ تھی کہ مارتھا کا باپ نشئی تھا اور نشے کی لت نے اسے بے تحاشا مقروض کر دیا تھا، وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو اس شخص کی بری صحبت سے دور رکھنا چاہتی تھی اسی وجہ سے سخت محنت کرکے اس نے مارتھا کو اکیلے پالا، پہلے وہ لوگ ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے لیکن دو سال سے وہ واشنگٹن کی ایک اچھی سوسائٹی میں شفٹ ہو چکے تھے، مارتھا کا اپنے باپ سے کوئی رابطہ نہیں تھا، اسے بس اتنا معلوم تھا کہ وہ آخری بار نیوجرسی میں دیکھا گیا ہے اور پولیس اسے ڈھونڈ رہی ہے۔

جس سوسائٹی میں وہ اس وقت رہ رہے تھے یہ آئی بی سی کے قریب واقع تھی، اس جاسوس نے اسے اتنی بڑی رقم دے دی تھی کہ وہ اب واشنگٹن کے مہنگے ترین علاقے میں گھر افورڈ کرسکتی تھی لیکن فی الوقت وہ کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی تھی، اسی وجہ سے وہ پہلے کی طرح اپنی زندگی گزار رہی تھی، وہ ایک اور بڑا ہاتھ مار کر امریکہ سے برطانیہ شفٹ ہو جانا چاہتی تھی جہاں وہ اپنا ذاتی نیوز چینل کھول سکے۔

اس نے ایک نگاہ کھلی اسکرین کے اوپر ڈالی اور مسکرادی، آگے بڑھ کر اس نے کی بورڈ کا بٹن پریس کیا، چند لمحوں بعد وہاں ایک آرٹیکل ابھرا جو پبلش ہونے کے لئے تیار

تھا، اس آرٹیکل کی ہیڈنگ بڑے فونٹ میں لکھی تھی جسے سرخ رنگ سے ہائیلائٹ کیا گیا تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے میز پر رکھا اپنا سیل فون اٹھایا اور جیف کے نمبر پر ایک میسج لکھ کر سینڈ کا بٹن دبا دیا:

کل شام پانچ بجے جارج پبلک لائبریری میں‘‘

☆☆☆☆☆

سب کچھ تیار ہے۔‘‘ اسی کے ساتھ جبریل نے مارکر کا ڈھکن بند کر دیا۔

واؤ! یہ آئیڈیا بہترین ہے، مجھے پوری امید ہے کہ جلد ہی ہماری کمیونٹی بڑھنے لگے گی۔‘‘ شہریار نے پرجوش لہجے میں کہا:

وہ دس طلبہ جو کل پرنسپل کے آفس سے مایوس ہو کر نکلے تھے آج پھر پرامید ہو کر اپنے بائیکاٹ مہم کی طرف نکل کھڑے ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔

روحان نے کل شام والے واقعے کا ذکر کسی سے نہیں کیا تھا، اسے ان دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہیں تھی، جب لوگ برائی اس قدر ڈھٹائی اور دلیری سے کر سکتے ہیں تو اچھائی کے راستے پر مزید بہادری سے چلنا چاہیے، اس کے سر پر اس وقت صرف ایک ہی مشن سوار تھا اور وہ اس کانسرٹ کو ختم کروانا تھا۔

ان کے سامنے پانچ بڑے بڑے چارٹ پیپر پڑے ہوئے تھے جن پر مختلف لائنیں درج تھیں، ایک پر لال رنگ سے واضح کر کے

BOYCOTT WESTERN CULTURE

لکھا تھا، دوسرے پر

BOYCOTT CONCERTS

لکھا جگمگا رہا تھا، اسی قسم کی لائنیں باقی تینوں چارٹ پر بھی لکھی تھیں۔

ہم پانچوں ایک ایک چارٹ اٹھائیں گے اور تم تینوں جبریل اور روحان کے ساتھ آگے آگے چلو گے اور تیز آواز میں ہوٹنگ کرتے ہوئے گراؤنڈ کی طرف بڑھو گے۔‘‘

حماد کی بات پر باقی سب نے تائید میں سر ہلایا۔

کچھ دیر بعد یہ قافلہ لائبریری سے باہر نکلا اور گراؤنڈ کی طرف رخ کرلیا، ان کی قسمت اچھی تھی کہ طلبہ کی ایک بڑی تعداد اس وقت کیفے ٹیریا کے اردگرد موجود تھی، کیفے ٹیریا گراؤنڈ سے منسلک ہی تھا جہاں اس وقت لنچ ٹائم اپنے عروج پر چل رہا تھا۔

ہوٹنگ کی آواز کافی بلند تھی، اس عجیب سے شور کی طرف لوگ تیزی سے متوجہ ہونے لگے، لوگ ان کے نزدیک آ کر چارٹس پر لکھی سطریں پڑھ رہے تھے۔

BOYCOTT WESTERN CULTURE

BOYCOTT CONCERTS

RESPECT OUR RELIGION

DO NOT BREAK RULES

COME AND JOIN US

طلبہ حیرت سے ان لوگوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور اس احتجاج کا مقصد سمجھنے کی کوشش کررہے تھے۔ گراؤنڈ کے عین وسط میں ایک بینچ کے قریب پہنچ کر وہ لوگ رک گئے، اب روحان کی باری تھی، اس وقت تک طلباء کا ایک بڑا ہجوم ان کے اردگرد جمع ہو چکا تھا، لوگ کیفے ٹیریا سے باہر نکل کر اس ماجرے کو جاننے کے لئے ان کے نزدیک آرہے تھے، چند لمحوں بعد وہ بینچ پر چڑھا اور بلند آواز سے سب کو مخاطب کیا:

''آپ سب لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ احتجاج کیوں کیا جا رہا ہے؟ میرے پیارے دوستو! یہ احتجاج اس الوداعی پارٹی کے خلاف ہے جو اگلے ہفتے منعقد ہونے والی ہے، آپ سب جانتے ہیں کہ اس مرتبہ پارٹی میں نائٹ کانسرٹ کا اہتمام کیا گیا ہے، اس قسم کے کانسرٹس میں کس قدر فحاشی اور بے حیائی ہوتی ہے اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں، کیا ہمارا مذہب اور ہماری تعلیم ہمیں یہ سب سکھاتے ہیں؟''

آہستہ آہستہ اس کی آواز بلند اور پرجوش ہوتی جا رہی تھی، اسی کے ساتھ رش بھی بڑھتا جا رہا تھا، ان لوگوں کو دور سے چند اساتذہ اپنی طرف آتے دکھائی دیے، حماد نے جبریل کو کہنی ماری لیکن روحان اس سب سے بے خبر بول رہا تھا:

''یہ کیسی الوداعی پارٹی ہے؟ کیا ہمارے ماں باپ نے اتنے سال یونیورسٹی میں لاکھوں روپے اس وجہ سے بھرے تھے کہ ہم یہ سب سیکھیں؟ کیا وہ اس بات سے خوش ہیں؟ اور کیا یہ یونیورسٹی کی پالیسی کے خلاف نہیں ہے؟ اٹھیں، جاگیں اور سوچیں کہ یہ سب کچھ ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کیوں پھیلایا جا رہا ہے؟ ویسٹرن کلچر کو جان بوجھ کر یہاں کیوں فروغ دیا جا رہا ہے، حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ اس آزاد کلچر کی بدولت وہ لوگ بھی اخلاقی طور پر تباہ ہو چکے ہیں، کیا ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ بھی ایسے ہی برباد ہو جائے؟'' کئی موبائل فون باہر نکل آئے تھے اور طلباء اس کی تقریر ریکارڈ کر رہے تھے۔

غیرت ہر انسان میں ہوتی ہے اور غیرت سب سے زیادہ عزت کے نام پر جاگتی ہے ،تو کیا اسلام کی کوئی عزت نہیں؟ کہاں ہیں وہ غیرت مند مسلمان جو امام مہدی کے لشکر میں تو شامل ہونا چاہتے ہیں لیکن ایک غلط کام کے لئے آواز نہیں اٹھا سکتے؟''

وہ خاموش ہوا تو اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، سانسیں پھولی ہوئی تھیں اور گلا خشک ہو چکا تھا، جبریل نے زوردار آواز میں تالیاں بجانا شروع کیں، آہستہ آہستہ تالیوں کی آواز چاروں اطراف سے گونجنے لگی۔

یک دم پروفیسر سلمان رشدی رش کو دھکیلتے ہوئے ان لوگوں کے سروں پر آن کھڑے ہوئے، ان کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا، کچھ اور اساتذہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

یہ کیا بدتمیزی ہے؟'' انہوں نے روحان کو مخاطب کرکے درشتگی سے کہا:

تم لوگوں نے یونی ورسٹی کو پاکستان کی سڑکیں سمجھ لیا ہے جہاں جب جی چاہا احتجاج شروع کر دیا؟'' وہ اونچی آواز میں انہیں ڈانٹ رہے تھے۔

سر! ہم نے ایک غلط کام کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور ہم اس پر تب تک جمے رہیں گے جب تک ایڈمنسٹریشن اپنا فیصلہ نہیں بدل لیتی۔'' جبریل نے مضبوط لہجے میں جواب دیا:

سر! ہم پارٹی کے خلاف نہیں ہیں لیکن اگر ایڈمنسٹریشن اسے حدود میں رہ کر ارینج کر سکتی ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ ہمارے لئے کسی قسم کی پارٹی ارینج کرنے کی ضرورت نہیں۔'' شہریار نے بھی ہمت جمع کرکے پروفیسر سلمان کے سامنے اپنے لب کھول لئے۔

یہ کیا ڈرامہ رچایا ہوا ہے؟ پھینکو ان پوسٹرز کو اور بند کرو یہ سب کچھ!'' وہ مزید بھڑک اٹھے تھے، اگلے ہی لمحے انہوں نے حماد کے ہاتھ میں پکڑا

RESPECT OUR RELIGION

کا پوسٹر بری طرح چھینااور دیکھتے ہی دیکھتے کئی ٹکروں میں تقسیم کر کے زمین پر پھینک دیا، ان کا غصہ یہاں پر ختم نہ ہوا سوانہوں نے آگے بڑھ کران ٹکڑوں کو اپنے پیروں سے مسل دیا۔

سر!'' روحان دکھ سے چلایا:

چلوتم لوگ آفس، وہاں دیکھتا ہوں تم سب کے ساتھ!'' آگے بڑھ کرانہوں نے جبریل کا ہاتھ پکڑاا وراسے گھسیٹتے ہوئے رش کے درمیان سے لے جانے لگے، ان سب کو بھی مجبوراً پروفیسر سلمان کے پیچھے چلنا پڑا، نہ جانے اب ایڈمنسٹریشن ان کا کیا حال کرنے والی تھی؟

☆☆☆☆☆

وہ سب ایک بار پھر پرنسپل آفس میں موجود تھے، ان کا چہرہ بھی پروفیسر سلمان کی طرح غصے سے سرخ ہورہا تھا۔

یہ کس قسم کی احمقانہ حرکت کی ہے تم لوگوں نے؟'' بالآخر وہ ان پر برس پڑے!

سر! آپ ہمیں پالیسی کے خلاف احتجاج کرنے سے روک رہے ہیں!'' ان لوگوں نے احتجاجاً کہا: جواباً پرنسپل صاحب نے زوردار آواز میں میز پر اپنا ہاتھ مارا، شہریار جو جبریل اور روحان کے ساتھ سب سے آگے کھڑا تھا، سہم کر پیچھے کو ہوگیا۔

پالیسی ۔۔۔۔۔ پالیسی ۔۔۔۔۔ پالیسی! جس پالیسی کی تم لوگ بات کررہے ہو وہ ہماری یعنی ایڈمنسٹریشن کی بنائی ہوئی ہے، ہم چاہیں تو ابھی اسی وقت اسے تبدیل کردیں، تم لوگ کیا کرلوگے؟'' ان کے لہجے میں غصے کے ساتھ ساتھ حقارت بھی تھی!

سر! آپ یونی ورسٹی کی پالیسیز کو تبدیل کرسکتے ہیں لیکن یہ تو ہائرا یجوکیشن کمیشن کی

بنائی ہوئی پالیسی ہے جس کے تحت اس قسم کی پارٹیز کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جہاں ڈرگز کا فروغ ہورہا ہو یا اس کے فروغ کا امکان ہو۔'' روحان نے تحمل سے جواب دیا جس سے سلمان رشدی سمیت وہاں موجود تمام ایڈمنسٹریشن کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

بس بہت ہوگیا! آئندہ میں تم لوگوں کو یہاں ایسی کوئی حرکت کرتے نہ دیکھوں ورنہ تم لوگوں کا مستقبل میں اپنے ہاتھوں سے ختم کردوں گا۔'' پرنسپل کی اس دھمکی کے ساتھ ہی پروفیسر سلمان میدانِ جنگ میں کود پڑے، ان دونوں کو قطعاً نظرانداز کرتے ہوئے وہ باقی طلبہ سے مخاطب ہوئے:

شہریار! تمہارے ابا تو افسر ہیں نا؟ سنا ہے وہ اس بار تمہارے جی پی اے کو لے کر کافی سنجیدہ ہیں؟ تم تو جانتے ہی ہو افسر کے بیٹے ہونے کا پریشر، میں سمجھ سکتا ہوں'' ان کے معنی خیز انداز میں کہے اس جملے کو وہاں موجود ہر شخص اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔

اور تم حماد! سنا ہے تمہارے امی ابو کی علیحدگی ہوچکی ہے اور تمہاری امی نے کافی سخت محنت کرکے تمہیں یہاں تک پہنچایا ہے؟ کیسا لگے گا انہیں اگر وہ اپنے بیٹے کو آخری سیمسٹر میں فیل ہوتا دیکھیں گی؟ بھول گئے کہ ان کا واحد سہارا اب صرف تم ہو؟'' حماد بھی اپنی جگہ دم بخود رہ گیا!

اور تم شہزاد! تمہارے ابا تو مزدور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں؟ سنا ہے کافی ادھار چڑھا لیا ہے تمہاری پڑھائی کے چکر میں انہوں نے؟ ان کو اچھا تو نہیں لگے گا جب تمہارے کارناموں کے بارے میں بتایا جائے گا؟ کیا کہا تھا انہوں نے؟ یا تو میرا بیٹا انجینئر بن کر نکلے گا یا پھر مزدور؟'' شہزاد کو اپنا مستقبل تاریک ہوتا دکھائی دیا اور ابا کی دھمکی اس کے کانوں میں گونجنے لگی، اسی کے ساتھ وہ بھی باقیوں کی طرح فرنٹ فٹ سے

بیک فٹ پر آ گیا۔

امید ہے کہ تم سب سمجھدار ہو اور آئندہ یہاں دکھائی نہیں دو گے ورنہ تمام پالیسیز کی طرح تم لوگوں کا مستقبل بھی ایڈمنسٹریشن کے ہاتھوں میں ہے۔'' اسی کے ساتھ ان کا واہیات قہقہہ فضا میں بلند ہوا، کچھ ہی دیر میں تمام طلبہ ایک ایک کر کے کھسک چکے تھے،، آخر میں وہ دونوں اکیلے رہ گئے، پروفیسر سلمان نے ایک کاٹ دار نگاہ ان دونوں کے چہروں پر ڈالی اور زور سے دھاڑے:

گیٹ آؤٹ!''

مجبوراً انہیں بھی پرنسپل آفس سے شکست کھا کر نکلنا پڑا۔

☆☆☆☆☆

تم کہیں جا رہے ہو؟'' گریس لفٹ سے باہر نکلی تو وہ لفٹ کے انتظار میں کھڑا تھا۔

ہاں ایک ضروری کام ہے!'' اس نے بے تابی سے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

اس کی بے تابی پر وہ کچھ شک میں پڑ گئی، اس دن کے واقعے کے بعد سے وہ کافی پوزیزو دکھائی دینے لگی تھی۔

کون سا ضروری کام؟''

مارتھا سے ملاقات کے لئے جا رہا ہوں۔'' اسی کے ساتھ وہ لفٹ کے اندر داخل ہو گیا۔

کیوں؟'' اس نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا:

رات کو ملتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے لفٹ کا بٹن پریس کیا، دروازہ ایک جھٹکے سے بند ہو گیا، وہ ہونقوں کی طرح لفٹ کو جاتا دیکھتی رہی۔

عجیب انسان ہے؟ نہ جانے کن چکروں میں رہتا ہے، کبھی مرینہ تو کبھی مارتھا!'' خفگی سے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھ گئی۔

آج واشنگٹن میں صبح سے ہی بادلوں نے گھیرا ڈالا ہوا تھا اور ہلکی ہلکی بوندا باندی مسلسل جاری تھی، وہ احتیاطاً چھتری ساتھ لے کر نکلا تھا، پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے چھتری کو فولڈ کر لیا کیونکہ اس وقت موسم صاف تھا، گاڑی کے قریب پہنچنے کے بعد وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور طویل نگاہ آسمان پر ڈالی، صبح سے ہونے والی بارش کے باعث ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے، انہی بادلوں کے درمیان سے سورج کی سنہری کرنیں آہستہ آہستہ باہر نکلنا شروع ہو رہی تھیں، اس منظر کو دیکھتے ہوئے اسے دادی جان کی کہانی یاد آ گئی جو وہ اسے بچپن میں سنایا کرتی تھیں:

''جب دنیا مکمل طور پر برائی اور شر کے گھپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی ہوگی، سچ اور جھوٹ میں کوئی فرق دکھائی نہیں دے گا تو ایک دن آسمان سے سنہری کرن نکل کر زمین کی طرف بڑھے گی، دیکھتے ہی دیکھتے سورج کی کئی کرنیں بادلوں کے درمیان سے نکلنا شروع ہوں گی اور اندھیرا روشنی میں تبدیل ہونے لگے گا، اسی وقت لوگ اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھیں گے تو بادلوں کے درمیان سے یسوع مسیح نکل کر دنیا میں تشریف لا رہے ہوں گے، ظلم کا تاریک دور ختم ہو جائے گا اور عدل و انصاف ایک بار پھر راج کرنے لگے گا۔''

وہ دھیما سا مسکرا دیا اور اپنے گلے میں لٹکے پینڈنٹ پر شہادت کی انگلی پھیرتے ہوئے بولا:

یسوع! اس دنیا کو آپ جیسے رہنما کی ضرورت ہے، یہاں برائی مکمل طور پر حاوی

ہو چکی ہے جس کے باعث سچ اور جھوٹ کا فرق ختم ہو کر رہ گیا ہے، ہمیں راستہ دکھانے کے لئے اس دنیا میں تشریف لے آئیں۔"

اسی کے ساتھ اس نے آنکھیں بند کر کے دعا کی:

"اے خدا! تو مجھ پر سچائی کو کھول دے اور میں جو نہیں دیکھ پا رہا ہوں وہ مجھے دکھا دے اور اس پہیلی کو میرے لئے سلجھانا آسان کر دے۔"

دعا مانگنے کے بعد وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا اور گاڑی جارج پبلک لائبریری کی جانب موڑ لی۔

☆☆☆☆☆

یہ George 125 ایونیو تھا، قریب موجود پارکنگ لاٹ میں گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ لائبریری کی طرف بڑھا، یہ عمارت دیکھنے میں ایک سنو ہٹ (Snow hut) کی طرح تھی جسے Igloo بھی کہا جاتا ہے، اس عمارت کی شیپ تکون تھی، اس لائبریری کا آغاز جارج نامی شخص نے اپنے گھر سے کیا تھا جو کہ آہستہ آہستہ مشہور پبلک لائبریری میں تبدیل ہو گئی، کچھ لوگ اپنی زندگی میں ایسے کام کر جاتے ہیں کہ ان کا نام صدیوں تک زندہ رہتا ہے اور دنیا اس سے فیض یاب ہوتی رہتی ہے، جارج بھی انہی میں سے ایک تھا۔

یہاں پہنچنے تک موسم کافی بہتر ہو چکا تھا، آسمان سے بادل مکمل طور پر چھٹ چکے تھے، گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ انٹری کارڈ لینے کے لئے لائبریری کے قریب بنے چھوٹے سے کیبن کی طرف چلا آیا، کارڈ لینے کے بعد وہ لائبریری کے اندر داخل ہو گیا، باہر کی نسبت یہاں کا موسم کافی گرم تھا، ہر طرف ہیٹر کا انتظام کیا گیا تھا، یہ عمارت

اندر سے مکمل طور پر براؤن رنگ میں رنگی ہوئی تھی جس میں دیواروں تک اونچے اونچے شیلف بنے ہوئے تھے، یہاں ہر قسم کی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود تھا، جگہ جگہ ٹیبل اور ڈیسک رکھے تھے تاکہ بآسانی ریڈنگ کی جاسکے، ان تمام شیلوز سے ہٹ کر بائیں جانب ایک دروازہ موجود تھا، اس نے چاروں اطراف نگاہ دوڑائی لیکن اسے مارتھا کہیں دکھائی نہ دی:

یک دم اس کے موبائل پر نوٹیفکیشن موصول ہوا:

''میں آئی بی سی کے کسی اہم کام میں پھنس گئی تھی، بیس منٹ میں پہنچ جاؤں گی، تم وہیں انتظار کرنا۔''

ایک گہری سانس بھر کر وہ اس دروازے کی طرف بڑھ گیا، اب اسے بیس منٹ ادھر ادھر ٹہل کر گزارنے تھے۔

دروازے سے اندر داخل ہوا تو یہ ایک وسیع ہال تھا جہاں بے تحاشہ کرسیاں لگی ہوئی تھیں، سامنے ایک اسٹیج بنا تھا جس کے بائیں جانب ڈائس رکھی تھی، اسے بورڈز پڑھ کر اندازہ ہوگیا کہ اس ہال میں نئے لکھاری اپنی کتابیں پیش کرتے ہیں، یہاں ہفتہ وار ناولوں کی اقساط بھی پڑھ کر سنائی جاتی تھیں اور عوام کی ایک بڑی تعداد اس میں حصہ لیتی تھی، کچھ دیر ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ ایک کرسی کی طرف بڑھ گیا، مارتھا کا انتظار کرنے سے بہتر تھا کہ وہ کچھ دیر بیٹھ کر کہانی سن لیتا، بچپن کی یادیں تازہ ہونے لگیں، جب وہ دادی جان سے گھنٹوں بیٹھ کر کہانیاں سنا کرتا تھا، اس وقت نہ کوئی فکر تھی اور نہ کوئی الجھن! اس کا دل چاہا کہ وہ کچھ دیر اپنی تمام پریشانیوں کو بھول کر ان لمحوں کو انجوائے کرے جس طرح بچپن میں کیا کرتا تھا۔

ہال آہستہ آہستہ لوگوں سے بھرنا شروع ہوگیا تھا، کچھ دیر بعد اس کے کانوں میں ہوسٹ کی آواز گونجی:

آپ سب جانتے ہیں کہ آج ہمارے اسٹوری ویک میں ایک نئے ابھرتے ہوئے لکھاری کو مدعو کیا گیا ہے جن کا نام Aiden James ہے، ان کی کتاب نیویارک ٹائمز کی بیسٹ سیلر بن چکی ہے، یہ کتاب نان فکشن ہے اور سچائی سے بھرپور ہے۔ ایڈن کا کہنا ہے کہ انہوں نے کئی سالوں کی انتھک محنت کے بعد اسے لکھا ہے تاکہ وہ لوگوں کو حقیقت سے آگاہ کرسکیں، وہ حقیقت جو کئی پردوں کے پیچھے چھپی ہے، آج ایڈن جیمز اپنی کتاب کا ایک خلاصہ پیش کریں گے جس کے بعد آپ یہ کتاب خرید کر پڑھنے پر مجبور ہوجائیں گے، تو سنئے ایڈن کی کہانی ان کی زبانی:

Secret Government The Rise of America's

وہ کتاب کا نام سن کر چونکا، اس نے پہلی مرتبہ نشست سے سر بلند کر کے ایڈن کو دیکھا جو اب ڈائیس کی طرف بڑھ رہا تھا، اس نے اسکن اور براؤن رنگ کا پینٹ کورٹ پہن رکھا تھا اور بال جیل سے سیٹ کئے ہوئے تھے، اس کا رنگ گورا تھا، معلوم ہوتا تھا کہ وہ امریکن ہے، قد درمیانہ تھا اور چہرے پر عجیب سی کشش تھی، وہ کوئی عام انسان نہیں لگ رہا تھا بلکہ کوئی بارعب شخصیت دکھائی دے رہا تھا، اس نے آج سے پہلے اس کا نام کہیں نہیں سنا تھا، شاید وہ باہر کی دنیا سے کچھ زیادہ ہی ناواقف تھا۔

کچھ لمحوں بعد اسپیکر میں ایک پر اثر آواز گونجنا شروع ہوئی:

''میری اس کتاب کا اہم کردار ہے Allen Dulles، جو ایک طویل عرصے تک سی آئی اے کا ڈائریکٹر رہا، اسی کی قیادت میں امریکہ کا رعب اور دبدبہ پوری دنیا پر قائم

ہوا۔‘‘

وہ ایک بار پھر چونکا اور پہلے سے زیادہ توجہ سے ایڈن کو سننے لگا۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب امریکی عوام گورنمنٹ کی نت نئی پالیسیوں سے شدید خائف تھے، انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ گورنمنٹ ان کی ذاتی زندگیوں میں مداخلت کرنے کی کوشش کررہی ہے، اسی دوران ڈیولس نے اٹھارہ ستمبر 1947ء میں ہندوستان اور پاکستان کے آزاد ہونے کے ٹھیک ایک ماہ بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایک خفیہ ایجنسی (سی آئی اے) کی بنیاد رکھی۔

بظاہر اسے ریاست کی حفاظت کے لئے بنایا گیا تھا جس کے بعد حکومت کی مداخلت شہریوں کی ذاتی زندگی میں تقریباً ختم کردی گئی لیکن عوام اس بات سے بے خبر تھی کہ اب ان کا ڈیٹا رازداری سے اس ایجنسی کے پاس جانے لگا ہے جس نے پرائیویسی نام کے لفظ کو بالکل ختم کردیا تھا۔

جس قدر میں اس ایجنسی کو جانتا گیا اتنا ہی میرا اس بات پر یقین بڑھتا گیا کہ یہ ایک شیطانی شطرنج ہے جس کی پہلی بساط بچھانے میں ڈیولس کا نام سرفہرست تھا، اس ایجنسی نے کئی سیکرٹ مشنز پر کام کیا جس میں لاکھوں بے گناہوں نے اپنی جانیں گنوائیں۔‘‘

ایڈن کی اس بات سے اس کے ذہن میں ڈیزی کی تصویر ابھری:

’’ڈیولس نے نہ صرف ملکی مفادات کے لئے بلکہ اپنے ذاتی مفادات کے لئے بھی کئی ہیرا پھیریاں کیں، وہ خود کو ہر قانون سے بالاتر سمجھتا تھا اور اپنے ہاتھ میں بے پناہ طاقت محسوس کرتا تھا، ڈیولس نے کئی غیر ملکی رہنماؤں کو قتل کروایا، کئی ملکوں کے صدور کا تختہ الٹا، ایران میں بغاوتیں کروائیں، گورنمنٹ کو اپنے مفادات کے لئے بلیک میل کیا، ورلڈ وار

2 میں نازی جرمنی کے خلاف کئی بھیانک سازشوں میں ملوث پایا گیا اور سب سے بڑھ کر امریکہ کے پریذیڈنٹ جان ایف کینیڈی کے قتل میں بھی اس کا ہاتھ تھا۔"

وہ حیرت میں ڈوبا ہوا اسے سن رہا تھا!

میں آپ لوگوں کو صرف ایک بھیانک منصوبے کی مثال دینا چاہوں گا جو ایران کے خلاف ایلن ڈیولس کی قیادت میں سی آئی اے کا پہلا کامیاب مشن تھا جس کا نام رکھا گیا تھا Operation Ajax۔

اس مشن کو سمجھنے کے لئے پہلے مڈل ایسٹ کے تیل کی کہانی سمجھنی ہوگی۔ امریکی گورنمنٹ نے مڈل ایسٹ (مسلم ممالک) میں پائے جانے والے تیل پر شروع سے ہی قبضہ کرنے کی کوشش کی جس کے لئے انہوں نے اپنے کارآمد انجینئرز ان ممالک سے پیٹرول نکالنے کے لئے بھیجے اور ساتھ ہی ان ممالک کے ساتھ ایک ایگریمنٹ کیا جس کا نام

Anglo-American Petroleum Agreement

تھا، جس کے ذریعے امریکہ اور اس کے اتحادی مڈل ایسٹ کے تیل پر قابض رہ سکیں، ان کا مشن تھا کہ کوئی بھی ملک جہاں تیل دریافت ہوا سے طاقتور نہ بننے دیا جائے، اس ایگریمنٹ کی وجہ سے اسی فیصد پرافٹ امریکہ اور یورپی ممالک کو جاتا تھا اور صرف بیس فیصد ان ممالک کے لئے رہ جاتا تھا جو تیل کے اصل مالک تھے، ایران نے آہستہ آہستہ محسوس کرنا شروع کیا کہ یہ معاہدہ ان کے لئے کسی طور بھی فائدہ مند نہیں ہے۔"

وہ سانس لینے کو رکا اور ایک نگاہ ہال پر ڈالی، تمام سامعین بغور سن رہے تھے، اس

نے دوبارہ کہنا شروع کیا:

آپ سب نے ایران کے پریذیڈنٹ محمد مصدق کا نام تو سن رکھا ہوگا، کبھی سوچا ہے کہ اس کی حکومت کیوں ختم ہوئی تھی؟

اس شخص نے امریکہ کی چالاکی کو بھانپتے ہوئے ایران میں اپنی آئل انڈسٹری بنانے کا فیصلہ کیا اور Anglo کے ایگریمنٹ سے جان چھڑانے کا سوچا لیکن صوبائی سطح پر موجود گورنر نے اس کی مخالفت کی کیونکہ اسے خوف تھا کہ اس طرح امریکہ کے ایک اشارے پر ایران کا بائیکاٹ کر دیا جائے گا، یہاں ڈیولس کی قیادت میں سی آئی اے کو دی اور Operation Ajax کے ذریعے محمد مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ کر گورنر کی حکومت کو اقتدار میں لے آئے کیونکہ شاہ امریکہ کی ہر بات ماننے کو تیار تھا۔

اس کے بعد وہاں آئل انڈسٹری قائم کی گئی جس کا نام British Petroleum رکھا گیا اور اس کے بعد تمام آئل ریز روز امریکہ اور برطانیہ نے آپس میں تقسیم کر کے صرف چالیس فیصد حصہ ایران کے لئے چھوڑ دیا اور یوں دنیا نے دیکھا کہ کس طرح امریکہ نے پہلے مسلم ملک کے تیل اور حکومت کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لیا، جس کی وجہ سے ایران میں بہت زیادہ بغاوتیں ہوئیں، معصوم شہریوں کی جانیں ضائع ہوئیں اور شیعہ، سنی اختلافات نے بھی جنم لیا۔"

یہ تو ایک کہانی ہے جو ڈیولس کی زندگی سے تعلق رکھتی ہے، اس کی موت کے بعد یہ سلسلہ رکا نہیں، طاقت ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتی جارہی ہے، انٹیلی جنس ایجنسی کے نام پر شروع کیا جانے والا یہ کالا دھندا آج بھی جاری ہے اور دنیا کے ہر برے کام میں ملوث ہے، جو حکومت ان کی بات نہیں مانتی اور ان کے خلاف آواز

اٹھانے کی کوشش کرتی ہے تو رجیم چینج آپریشنز کے ذریعے اس کو فارغ کر دیا جاتا ہے، اسی لئے آج پوری دنیا کی حکومتیں ان کے کنٹرول میں ہیں،سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خود یہ ادارہ کس کے کنٹرول میں ہے؟''

وہ ایڈن کو بغور سن رہا تھا کہ یک دم اس کا موبائل فون بجا:

میں لائبریری میں موجود ہوں،تم دکھائی نہیں دے رہے؟''

میسج پڑھتے ہی وہ مجبوراً اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا، اس کا اس دلچسپ کہانی کو چھوڑ کر جانے کا قطعاً دل نہیں تھا، باہر نکلتے ہوئے اس نے ڈیولس کی ایک کتاب خرید لی تھی۔

وہ ہال سے باہر نکلا ہی تھا کہ اس نے مارتھا کو اپنا منتظر پایا:

سوری!میں بور ہو رہا تھا تو سوچا یہاں بیٹھ جاؤں۔'' اس نے قریب آتے ہی وضاحت پیش کی، کتاب اس نے پہلے ہی اپنے بیگ میں ڈال لی تھی۔

اٹس اوکے، مائی مسٹیک!باس نے آخری وقت میں میٹنگ رکھ لی تو مجھے جانا پڑا۔'' وہ اب اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد انہیں شیلفز کے درمیان بیٹھنے کے لئے ایک مناسب جگہ مل گئی۔

کافی!''اس نے ہاتھ میں پکڑا ایک کپ جیف کی طرف بڑھایا۔

شکریہ!مجھے اس کی ضرورت تھی۔''اس نے مارتھا کے ہاتھ سے کافی کا کپ تھامتے ہوئے کہا: ذہن ابھی بھی ایڈن جیمز کی باتوں میں الجھا ہوا تھا۔

کافی کا ایک سپ بھرنے کے بعد اس نے مارتھا سے پوچھا:

تم کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتی تھیں؟''

میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنے پرس سے ایک خاکی رنگ کا لفافہ باہر نکالا جس کے اندر چند کاغذ رکھے ہوئے تھے، اگلے ہی لمحے اس نے لفافے میں سے ایک تصویر باہر نکال کر اس کی طرف بڑھائی:

کیا تم اسے جانتے ہو؟''

چند لمحے رک کر جیف نے اس تصویر کو بغور دیکھا اور پھر سر اٹھا کر بولا:

یہ Francisco Mariano ہے جو پوری دنیا میں اسلحہ اسمگل کرتا ہے، یہ پچھلے کئی سالوں سے سی آئی اے کو مطلوب ہے، یہ شخص کئی برسوں سے شدید تباہی لانے والے ہتھیار امریکہ سے یورپ، ایشیا اور افریقہ کو فروخت کر رہا ہے۔''

مارتھا اس کی بات پر استہزائیہ انداز میں مسکرائی:

اچھا؟ پھر یہ دیکھو!'' اس نے لفافے کے اندر سے ایک اور تصویر نکال کر ٹیبل پر رکھی جس کی ہیڈنگ تھی: ''سی آئی اے ڈائریکٹر کی Francisco Mariano سے خفیہ ملاقات۔''

وہ شاکڈ رہ گیا!

یہ کیسے ممکن ہے؟''

اس کہانی کو میں بہت عرصے سے فالو کر رہی ہوں، مجھے شک تھا کہ امریکہ سے اسلحہ بہت بڑی تعداد میں اسمگل کیا جا رہا ہے مگر یہ کام گورنمنٹ اور ایجنسیز کی نگاہوں سے بچ کر کرنا ناممکن ہے لیکن یہاں تو سب ہی کے ہاتھ شہد میں ڈوبے ہوئے ہیں۔'' وہ گہری مسکراہٹ کے ساتھ بولی: جیف کے لئے ابھی بھی اس بات پر یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

یہ ملاقات کس جگہ پر ہوئی ہے اور کب؟'' کچھ لمحوں کے توقف کے بعد اس نے

پوچھا:

Panama Canal,South America

جو پیسفک اور اٹلانٹک اوشین کو آپس میں جوڑتا ہے اور تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ کنال تجارتی لحاظ سے کس قدر اہمیت رکھتا ہے؟ یہ تصویر ایک ہفتے پہلے کی ہے جب سی آئی اے ڈائریکٹر تین دن کی Sick leave پر گئے تھے، حیران کن بات یہ ہے کہ ان کی میڈ بھی تین دن کی چھٹی پر تھیں، اس دوران گھر خالی رہا اور ڈائریکٹر صاحب کے کسی اسپتال میں قیام پذیر ہونے کا بھی کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔''

وہ سانس لینے کو رکی اور ایک نظر جیف کے چہرے پر ڈالی جو حیرت سے اسے سن رہا تھا، اگلے ہی لمحے اس نے لفافے سے ایک اور تصویر نکال کر ٹیبل پر رکھی جو ایک پرائیویٹ جیٹ کی تھی:

اسی دوران ڈائریکٹر صاحب کا پرائیویٹ جیٹ اڑ کر پانامہ پہنچ جاتا ہے جہاں آج سے پہلے وہ کبھی نہیں گئے تھے، اس پلین کا کوئی فلائی ریکارڈ نہیں ہے اور نہ ہی یہ بات میڈیا پر بتائی گئی۔''

وہ اب ان تینوں تصویروں کو جوڑ کر دیکھ رہا تھا۔

تم اگر چاہو تو ان سب باتوں کی تحقیق کروا سکتے ہو لیکن مجھے اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ

Weapons of mass destruction

(شدید تباہی لانے والے نیوکلیئر، بایولوجیکل اور کیمیکل ہتھیار) اسمگل کئے جا رہے ہیں جن سے بڑی تعداد میں انسانوں کی جانیں ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔''

اگر مارتھا ٹھیک کہہ رہی تھی تو یہ سب کچھ انتہائی تشویش ناک تھا!

یہ تصویریں تمہیں کہاں سے ملیں؟

اس کے سوال پر وہ گردن اکڑا کر بولی:

صحافی اپنا سورس کبھی بھی نہیں بتاتے، ویسے تم میرے تعلقات کو جانتے نہیں ہو، میں نے تمہیں پہلے دن ہی بتایا تھا کہ ان ایجنسیوں پر میری گہری نگاہ ہے۔''

تو کیا تم اس آرٹیکل کو شائع کرنے والی ہو؟'' اس نے گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے پوچھا:

نہیں! اگر یہ تصویر میں اپنے سرور سے لیک کروں تو تم سوچ سکتے ہو کہ بین القوامی سطح پر کتنا بڑا طوفان مچ جائے گا؟''

اور تم سی آئی اے کے ہاتھوں زندہ نہیں بچو گی!'' اس نے مارتھا کا ادھورا جملہ پورا کیا

۔

بالکل! اسی لئے میرے پاس انہیں پبلش کرنے کے لئے دوسرا پلین موجود ہے'' اسی کے ساتھ اس نے تمام تصاویر لفافے میں ڈال دیں اور وہ لفافہ جیف کی طرف بڑھا دیا:

ایک کاپی تم بھی رکھ لو لیکن یاد رہے کہ یہ تصویریں کسی غلط ہاتھوں میں ہرگز نہیں پڑنی چاہئیں، اس معاملے میں تم اپنی ذات کے علاوہ کسی پر بھی بھروسہ مت کرنا کیونکہ'' وہ ایک لمحے کو رکی اور آہستگی سے بولی:

کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا اصل دشمن کون ہے اور کبھی کبھار ہمارا دشمن ہمارے درمیان ہی موجود ہوتا ہے۔''

جیف نے گلے میں اٹکا تھوک نگلا، اس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا، آج کا دن کافی ہولناک تھا، ابھی اسے ایڈن کی باتیں ہضم نہیں ہوئی تھیں کہ ایک اور خبر نے اسے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا، وہاں سے لوٹتے ہوئے کافی شام ہو چکی تھی، اس نے گھڑی میں وقت دیکھا اور جیب سے موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆

پروفیسر سلمان کی دھمکی کی بدولت تمام طلبہ پیچھے ہٹ چکے تھے، ایک بار پھر وہ اور جبریل اکیلے رہ گئے تھے، آج کا دن ان کے لئے پہلے سے بھی زیادہ برا ثابت ہوا تھا، ان کی کوئی بھی کوشش اس کانسرٹ کو روکنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی اور اب تو ان لوگوں نے ایڈمنسٹریشن کی دشمنی بھی مول لے لی تھی، اگر وہ مزید کچھ کرتے تو شاید معطل کردئے جاتے، بالآخران دونوں نے تمام حالات اللہ کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنا نام الوداعی پارٹی سے خارج کروا کر گھر واپس لوٹ گئے۔

اسے ابھی گھر آئے آدھا گھنٹہ ہوا تھا، کھانا کھانے کے بعد وہ آرام کی غرض سے اپنے بستر پر لیٹ گیا، نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، یک دم اس کا موبائل فون بج اٹھا، اس نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا اور جبریل کا نمبر دیکھ کر چونکا!

ہیلو‘‘

ہ۔۔۔۔ہیلو۔۔۔ر۔۔روحان!‘‘ دوسری طرف سے جبریل کی خوشی اور حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی!

کیا ہوا سب خیریت؟‘‘ ایک جھٹکے کے ساتھ وہ بستر سے اٹھ بیٹھا۔

میں تمہیں ایک لنک بھیج رہا ہوں، اسے کھول کر دیکھو!‘‘ اسی کے ساتھ کال

ڈسکنیکٹ ہوگئی، اگلے ہی لمحے اس نے تیزی سے ان باکس کھولا اور لنک پر کلک کر دیا۔

''آپ سب لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ احتجاج کیوں کیا جا رہا ہے؟ میرے پیارے دوستو! یہ احتجاج اس الوداعی پارٹی کے خلاف ہے جو اگلے ہفتے منعقد ہونے والی ہے۔''

اسکرین پر اس کا چہرہ واضح تھا، یہ آج صبح یونی ورسٹی میں کئے جانے والے احتجاج کی ویڈیو تھی جو اس وقت ایک ملین ویوز کراس کر چکی تھی، اسے وائرل کرنے والا لڑکا ان کی یونی ورسٹی کا مشہور ٹک ٹاکر تھا جس کے پیج پر فالورز کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، ویڈیو پوسٹ کئے دو گھنٹے ہو چکے تھے اور یہ تیزی سے وائرل ہوتی جا رہی تھی، کمنٹ سیکشن لوگوں کی آراء سے بھرا ہوا تھا، لوگ اس کی تقریر کو پسند کر رہے تھے، اس کی ہمت کو داد دے رہے تھے اور اسے تیزی سے شیئر کر رہے تھے۔

اسی پیج پر ایک اور ویڈیو پوسٹ کی ہوئی تھی جس میں پروفیسر سلمان

RESPECT OUR RELIGION

کے چارٹ کو پھاڑ کر زمین پر پھینک رہے تھے اور اسے اپنے پاؤں سے مسل رہے تھے، جس پر عوام نے انہیں شدید لعن طعن کا نشانہ بنایا ہوا تھا، مذہب کی بے حرمتی پر سوئے ہوئے ضمیر بھی کمنٹ سیکشن میں جاگ چکے تھے۔''

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ شاکڈ رہ گیا!

یک دم اس کے فون پر شہزاد کی کال آئی:

اوہ یار ہم تو فیمس ہو گئے ہیں!'' فون اٹھاتے ہی یہ فقرہ اس کے کانوں میں گونجا!

ہاں میں نے دیکھا ہے۔'' اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا تاثر پیش کرے، وہ اس

وقت بے یقینی کی کیفیت کا شکار تھا، اسے لگا تھا کہ ان کی ہر کوشش بے کار گئی ہے لیکن وہ بھول گیا تھا کہ اللہ کے یہاں اصل اہمیت ''کوشش'' ہی کی ہے، اس مہربان رب نے ان کی اس چھوٹی سی کوشش کو پوری دنیا میں پھیلا دیا تھا۔

یار روحان! ایڈمنسٹریشن ہمیں معطل تو نہیں کر دے گی؟'' شہریار نے تشویش کا اظہار کیا!

فکر مت کرو! اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان پر عوام کا بہت زیادہ پریشر آ جائے گا اور وہ مزید بدنام ہو جائیں گے۔'' روحان نے اسے تسلی دی۔

واہ یہ تو کمال ہو گیا! میں جا رہا ہوں احمد کی طرف سیلیبریشن کرنے!'' اسی کے ساتھ خدا حافظ کر کے اس نے فون کاٹ دیا۔

وہ کافی دیر یوٹیوب اور فیس بک اسکرول کرتا رہا، ہر طرف اسی واقعے کا چرچہ تھا۔

رات ۸ بجے حیدر صاحب گھر آئے تو روزینہ بیگم نے ان دونوں کے لئے کھانا لگایا، کھانے کی میز پر بھی یہی گفتگو ہوتی رہی۔

میں تمہاری ہمت اور بہادری کی داد دیتا ہوں، میرے بچے نے ہمیشہ میرا سر فخر سے بلند کروایا ہے۔'' وہ جذبات سے بھرپور لہجے میں بول رہے تھے۔

شکریہ ابو جان!'' وہ دھیما سا مسکرا دیا، اسے یقین تھا کہ اس سب میں اس کا اپنا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ سب تو اس کے رب کی مہربانی تھی۔

کھانے کے بعد وہ تینوں خبریں دیکھنے ٹی وی کے آگے بیٹھ گئے، بریکنگ نیوز میں اس ویڈیو کو زیرِ گفتگو لایا گیا تھا:

''یونی ورسٹی کی ایڈمنسٹریشن سے رابطہ کیا گیا ہے اور ان کے اوپر دباؤ ڈالا گیا ہے کہ

اس قسم کے کانسرٹس کو روکا جائے، اگر پھر بھی وہ اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے تو بورڈ آف ہائر ایجوکیشن کی جانب سے انہیں نوٹس جاری کیا جائے گا۔‘‘

رپورٹر کی اس اطلاع پر وہ بے حد خوش ہوا، اسے یقین تھا کہ ہفتے کے دن منعقد ہونے والا ایونٹ اب منسوخ کر دیا جائے گا۔ آج کے دن کا آغاز جیسا بھی تھا لیکن اختتام بہت بہترین ہوا تھا، اس نے اس واقعے سے ایک سبق سیکھا تھا کہ اگر آپ کی نیت خالص ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیت کا پھل ضرور عطا کرتا ہے، وہ اسباب کا محتاج نہیں بلکہ اسباب اس کے محتاج ہیں، اس نے نماز کے ساتھ صلوٰۃ الشکر پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس قوم کو بدلنے میں اس کی مدد کرے اور اس کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے (آمین)۔

☆☆☆☆☆

کیا میں اندر آسکتا ہوں؟‘‘ اب کی بار اس نے دہلیز سے باہر کھڑے ہو کر پوچھا:

ہاں ضرور!‘‘ وہ مسکرا کر ایک طرف کو ہوئی اور اسے اندر آنے کی اجازت دے دی، رات کے آٹھ بج رہے تھے اور سورج غروب ہو چکا تھا، اندر داخل ہوتے ہی بسکٹس کی بھینی بھینی خوشبو اس کی ناک سے ٹکرائی۔

تمہارے لئے کافی اور بسکٹس بنا رہی ہوں، بس بیک ہونے والے ہیں۔‘‘ اس نے اوون کی جالیوں سے بسکٹ کی ٹرے میں جھانکتے ہوئے کہا:

کافی عرصے بعد آپ کی کوکنگ نصیب ہونے والی ہے۔‘‘ وہ مسکراتے ہوئے کچن کاؤنٹر کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا، اس نے محسوس کیا تھا کہ اس دن کے بعد سے گریس اس پر کچھ زیادہ ہی مہربان ہونے لگی ہے، دل ہی دل میں وہ بے حد خوش ہو رہا تھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پچھلی بار تم نے میرے براؤنیز کی کتنی برائی کی تھی، بس تب سے میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ تمہارے لئے دوبارہ بیکنگ نہیں کروں گی۔'' وہ منہ بسورتے ہوئے بولی: ساتھ ہی گرم گرم کافی مگ میں انڈیلنے لگی۔

یادداشت کا تیز ہونا بھی انسان کے لئے نقصان دہ ہے، وہ کچھ بھول نہیں پاتا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے تبصرہ کیا اور اس کے ہاتھ سے کافی کا مگ لے لیا۔

کافی گہری باتیں کرنے لگے ہو۔'' وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی:

کچھ دیر خاموشی چھائی رہی، دونوں نے کافی کا ایک ایک گھونٹ بھرا۔

آج تم کچھ تھکے ہوئے لگ رہے ہو؟ کہاں تھے سارا دن؟'' اس نے جیف کے تھکن زدہ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا:

گریس! کیا تم نے اس کتاب کا نام سنا ہے؟

The Rise of America's Secret Government

اس سوال پر وہ چونکی۔

نہیں! تم تو جانتے ہی ہو کہ ہم کتابوں سے کتنا دور ہو چکے ہیں، وقت ہی نہیں ملتا کہ کچھ پڑھ سکیں، مجھے لگتا ہے کہ گورنمنٹ کے لئے کام کرنے کا یہ ایک بہت بڑا نقصان ہے کہ آپ چوبیس گھنٹے آن ڈیوٹی رہتے ہیں۔'' اسی کے ساتھ اوون کی آواز پر وہ متوجہ ہوئی، بسکٹس بیک ہو چکے تھے، وہ کاؤنٹر پر رکھے گلوز پہننے لگی۔

آج میں مارتھا سے ملا تھا۔'' وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولا:

اوہ رئیلی؟'' نہ جانے اسے مارتھا شروع سے ہی کیوں بری لگتی تھی؟

اس بار میٹنگ پوائنٹ جارج پبلک لائبریری تھا، میں پہلے پہنچ گیا تھا اور وہ کسی کام

کی وجہ سے آدھا گھنٹہ لیٹ ہوگئی، اتفاقاً وہاں ایک نئے لکھاری ایڈن جیمز کی کتاب ڈسپلے میں لگی تھی، میں نے سوچا کہ ادھر ادھر وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ اس کتاب کا خلاصہ سن لوں۔'' اگلے چند منٹوں میں اس نے جیمز کی کہی گئیں تمام باتیں گریس کے گوش گزار کر دیں۔

کیا واقعی جو تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے؟'' اس نے حیرت سے پوچھا:

یہ سب کچھ سن کر میں خود حیران رہ گیا تھا، یہ انکشافات اس نے صرف ہوائی باتوں سے نہیں کئے بلکہ اس کے پاس ہر چیز کا ثبوت ہے، ڈیولس کے ذاتی کاغذات، اس کی بیوی کی ڈائری، ان کی گفتگو، ٹیپ ریکارڈنگز اور سی آئی اے کے سیکرٹ پراجیکٹس کی کچھ فائلز، میں اس کتاب کو خرید لایا ہوں۔''

اسی کے ساتھ اس نے کاؤنٹر پر رکھے بیگ سے کتاب نکالی اور گریس کی طرف بڑھادی:

اس کی کتاب کو متنازع قرار دیا گیا ہے اور اسے گورنمنٹ کے خلاف ایک ایجنڈا کہا جارہا ہے، ایڈن کے مطابق جلد ہی اس کتاب کو بین کیا جاسکتا ہے۔''

گریس کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی، اس نے ہاتھ بڑھا کر پلیٹ سے ایک بسکٹ اٹھالیا۔

ایک منٹ رکو! میں بیڈروم سے اپنا لیپ ٹاپ لے کر آتی ہوں۔'' وہ تیزی سے اٹھی اور اندر چلی گئی، اس نے ہاتھ میں پکڑے بسکٹ کو لاشعوری طور پر منہ میں رکھا اور اگلے ہی لمحے تھوک دیا، منہ کا ذائقہ خراب ہو چکا تھا، بسکٹ نہ صرف اوور بیکڈ تھے بلکہ بد ذائقہ بھی تھے۔

جیف سوچ لے، ایک بار پھر سوچ لے! تو اس عورت کے ساتھ ساری زندگی رہ لے گا؟''

چند منٹوں بعد وہ لیپ ٹاپ لئے باہر آئی، ایک نگاہ بسکٹ کی بھری پلیٹ پر ڈالتے ہوئے حیرت سے بولی:

کیا ہوا، کھائے نہیں؟''

وہ دراصل ابھی میں نے دانتوں کی سرجری نہیں کروائی، اس کے لئے لوہے کے دانت درکار ہیں اور میرے ابھی تک دودھ کے ہی ہیں۔''

سادگی سے دیے گئے اس جواب پر گریس کا چہرہ سرخ ہو گیا!

تھوڑے سے سخت ہو گئے ہوں گے، اس پر اتنا طنز کرنے کی کیا ضرورت ہے؟''

اچھا، چلو کھا کر بتاؤ؟'' اس نے بھی جواباً چیلنج کیا!

اسی کے ساتھ گریس نے ہاتھ بڑھا کر پلیٹ سے بسکٹ اٹھایا اور منہ میں رکھ لیا، بمشکل دانتوں سے ان ''پتھروں'' کو چباتے ہوئے وہ نظریں چراتے ہوئے بولی:

تم کچھ آرڈر کرنے کا کہہ رہے تھے؟ کرلو!''

گریس کی بات پر وہ زور سے ہنس پڑا، جواباً وہ بس اسے گھور ہی سکی۔

گوگل پر ایڈن کے متعلق تمام تفصیلات آ چکی تھیں، وہ بلند آواز سے پڑھنے لگا:

''ایڈن جیمز ایک نیا ابھرتا ہوا لکھاری ہے جس کی مشہور کتاب ''گورنمنٹ اور سی آئی اے کے کالے کارنامے'' نے ہر جگہ دھوم مچا دی ہے، حکومت کی جانب سے اس شخص کو اینٹی گورنمنٹ قرار دیا گیا ہے لیکن عوام کے نزدیک ایڈن ایک مسیحا ہے جس نے کئی سالوں سے چھپائے جانے والے راز کو افشاء کر دیا ہے، امریکی گورنمنٹ نہ صرف

اپنے عوام سے بلکہ پوری دنیا سے جھوٹ بولتی آئی ہے اور ان کے انسانی ہمدردی اور Human rights کے تمام دعوے انتہائی کھوکھلے ثابت ہوئے ہیں، اس کتاب سے ہر طرف ایک ہلچل مچ گئی ہے اور لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں، ایک گروہ وہ جو سچ جاننا چاہتا ہے اور دوسرا گروہ وہ جو ایڈن کو وطن کا دشمن سمجھتا ہے جس میں گورنمنٹ اور سی آئی اے سرفہرست ہے''۔

وہ خاموش ہوئی اور جیف کی طرف دیکھنے لگی۔

شک صرف ہمیں نہیں ہوا ہے بلکہ ہمارے علاوہ بھی کوئی ہے جو ان سوالات کی کھوج میں لگا ہوا ہے، اس کا مطلب کہیں تو کچھ غلط ہو رہا ہے!'' وہ گہری سانس لیتے ہوئے بولا:

کچھ توقف کے بعد اس نے پوچھا:

مارتھا نے تمہیں کس لئے بلایا تھا؟''

اوہ ہاں!'' اسی کے ساتھ جیف نے اپنے بیگ سے ایک لفافہ نکالا اور تینوں تصاویر کھول کر کاؤنٹر پر رکھ دیں۔

یہ دیکھو!''

مارتھا کے ہاتھ ایک بہت بڑی خبر لگی ہے، سی آئی اے ڈائریکٹر نے پچھلے ہفتے ''سک لیو'' کے بہانے بدنام زمانہ اسلحہ کے اسمگلر فرانسسکو سے پاناما میں خفیہ ملاقات کی ہے۔''

اوہ مائی گاڈ! یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے جیف؟'' اس نے بے یقینی سے ان تصاویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

گریس! مجھے تمہارے ڈیڈ سے ملاقات کرنی ہے، اس معاملے میں وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں، کیا تم ویک اینڈ پر انہیں واشنگٹن آنے کا کہہ سکتی ہو؟'' وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا:

ڈیڈ؟ وہ اس معاملے میں کیا کر سکتے ہیں؟' جواباً اس نے نا سمجھی سے پوچھا:

تم بھول رہی ہو، تمہارے ڈیڈ شکاگو میں ہتھیار بنانے والی کمپنی میں کام کرتے ہیں ،انہیں یقینا اس بارے میں کچھ معلوم......

جیف! میں ڈیڈ کو اس سب میں شامل نہیں کرنا چاہتی۔'' اس نے جیف کی بات درمیان سے کاٹ دی۔

پہلے ہی ہم بہت آگے نکل چکے ہیں، کسی کو ہم پر ذرا سا بھی شک ہو گیا تو ہم زندہ نہیں بچیں گے، ایسے میں ڈیڈ کو انوالو کرنا ان کے لئے بھی خطرے کا باعث بن سکتا ہے اور میں ڈیڈ کو کچھ ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی، ان کے علاوہ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔'' اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی، جیف نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا اور نرمی سے بولا:

تم بہت بہادر ہو گریس! رونا تم پر سوٹ نہیں کرتا۔''

مجھے خوف آتا ہے انجام کا سوچ کر، جس چیز کے پیچھے ہم بھاگ رہے ہیں اس کا کوئی اختتام نہیں، تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک کے بعد ایک نیا پزل ہمارے سامنے کھڑا ہوتا جا رہا ہے، تم ان تمام ٹکڑوں کو آپس میں کیسے جوڑو گے؟ اتنے سارے سوالات کے جواب کیسے ڈھونڈو گے؟'' وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھوں کو رگڑ رہی تھی۔

میں جانتا ہوں کہ تمہیں خدشات ہیں اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ہم کبھی

پھنس بھی گئے تو تمہارا نام کہیں نہیں آنے دوں گا لیکن ابھی مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے، تم کمزور پڑ گئیں تو میرا سب سے مضبوط سہارا چھوٹ جائے گا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

لیکن ڈیڈ......"

گریس! تمہیں یاد ہے کہ ہمارے ملک نے جب عراق پر حملہ کیا تھا تو اس کے پیچھے سب سے بڑی وجہ کیا تھی؟"

اس کے سوال پر وہ کچھ دیر سوچتے ہوئے بولی:

اس کی ایک بڑی وجہ القاعدہ کو سپورٹ کرنا تھا، جس نے نائن الیون اٹیک کروایا تھا؟"

ہاں اور؟" اس نے مزید پوچھا:

اور!" وہ مزید ذہن پر زور دینے لگی۔

اور وہاں Weapons of mass destruction پائے گئے تھے"

بالکل! پائے نہیں گئے تھے، ہمیں صرف شک تھا، صرف شک کی بنیاد پر ہم نے اس ملک کو تباہ کر دیا گریس! لاکھوں عراقی اس جنگ میں شہید ہوئے اور لاکھوں بے گھر، آج تک وہ ملک دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو پایا اور آخر میں کیا ہوا؟ یہ کہ ہماری ملٹری کو وہاں ایسے کوئی ہتھیار نہیں مل سکے؟" اس کے لہجے میں دکھ تھا جسے گریس محسوس کر سکتی تھی۔

آج اس تصویر کو دیکھو تو کیا یہ دوطرفہ پالیسی نہیں ہوئی؟ کسی اور ملک میں ایسے ہتھیار پائے جائیں تو اسے برباد کر دو لیکن خود ان ہتھیاروں کو بناؤ بھی اور پوری دنیا میں

اسمگل بھی کرو؟ ہتھیار بے شک انسانی جانوں کے دفاع کے لئے ہوتے ہیں لیکن اس قسم کے ہتھیار انسانی نسل کشی میں استعمال کئے جا رہے ہیں جن کو بنانے اور بیچنے پر سختی سے پابندی ہونی چاہیے۔''

اس کی بات میں دم تھا جس نے گریس کو سوچنے پر مجبور کر دیا، بالآخر وہ ڈیڈ سے بات کرنے پر راضی ہو گئی۔

☆☆☆☆☆

وہ یونی ورسٹی میں داخل ہوا تو معمول سے کافی زیادہ رش تھا، اسی دوران اس کی نگاہ نوٹس بورڈ پر پڑی جہاں سفید رنگ کے کاغذ پر بڑا بڑا درج تھا:

''ایڈمنسٹریشن کی جانب سے ہفتے کے دن ہونے والے نائٹ کانسرٹ کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔''

اسی کے ساتھ اس کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ پھیل گئی۔

روحان!''ہمیشہ کی طرح نہ جانے کہاں سے جبریل اس کی خوشبو پاتے ہی نمودار ہو گیا اور آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔

ہم جیت گئے ہیں، تمہارا مشن کامیاب ہو گیا!''

جواباً روحان اپنے اس دوست کی طرف اپنائیت سے دیکھتے ہوئے بولا: جس نے ہر قدم پر آنکھیں بند کر کے اس کا ساتھ دیا تھا۔

یہ تم سب کی محنت اور ساتھ کا نتیجہ ہے، میں اکیلا کیا کر سکتا تھا؟''

تقریر!''شہریار کی آواز پر وہ دونوں بیک وقت متوجہ ہوئے!

تم تقریر کر سکتے تھے، کیا کمال کی تقریر کی ہے تم نے، ون ملین کراس کر گئی ہے

تمہاری ویڈیو!'' وہ ستائشی انداز میں بول رہا تھا:

بہت شکریہ تمہارا! لیکن یہ ہم سب کی مشترکہ محنت ہے۔'' یہ کہتے ہوئے روحان نے اسے بھی گلے سے لگالیا۔

وہ تینوں اب گراؤنڈ کی طرف بڑھنے لگے، اسی دوران اسے ایک ہجوم اپنی طرف بڑھتا محسوس ہوا جس میں سینئر اور جونیئر طلبہ کی ایک بڑی تعداد شامل تھی، اس ہجوم نے قریب پہنچتے ہی اسے گھیر لیا۔

آر یو روحان بن حیدر؟''

اس شور کے درمیان اسے کئی آوازیں اٹھتی محسوس ہوئیں۔

جی میں ہی ہوں۔''

دیکھتے ہی دیکھتے اس کے گرد گھیرا تنگ ہوتا گیا اور سوالات کی ایک بوچھاڑ شروع ہوگئی۔

روحان بن حیدر! آپ کی ویڈیو اس وقت پاکستان بھر میں وائرل ہو چکی ہے، آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے؟''

میں نے آپ کی تقریر سنی، آپ کا ہر پوائنٹ لوجیکل تھا جس نے ہماری آنکھیں کھول دیں۔''

آپ نے ایڈمنسٹریشن کو بالآخر اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور کر دیا، آپ ایک بہادر انسان ہیں۔''

اس قسم کے کئی جملے اس کے کانوں میں پڑ رہے تھے، وہ بمشکل چند سوالوں کے جوابات دے پایا اور رش کو چیرتے ہوئے کلاس روم تک پہنچا، آج پہلی بار وہ کلاس میں

پندرہ منٹ لیٹ داخل ہوا تھا، توقع کے برعکس پروفیسر نے اسے کچھ نہیں کہا بلکہ خاموشی سے اپنی نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ ایک ہی دن میں روحان بن حیدر سے سیلیبریٹی روحان بن چکا تھا، اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ بھی ''اسٹوڈنٹ آف دا ویک'' بن سکتا ہے اور نہ ہی اس نے کبھی ایسی خواہش کی تھی، اس نے تو صرف اس قوم کی ہدایت کی دعا مانگی تھی لیکن آج اس مہربان رب نے اسے ہر ایک کی نظر میں ''مسیحا'' بنا دیا تھا، اس سب میں وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ کوئی ایسا بھی ہے جس کی نظر میں وہ ناسور بن چکا ہے۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سینکڑوں کارواں اور بھی ہیں

تو شاہین ہے پرواز ہے تیرا کام
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ ترے زماں و مکاں اور بھی ہیں

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں

یہاں اب مرے راز داں اور بھی ہیں

(علامہ اقبال)

☆☆☆☆☆